ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۸ ستمبر ۱۹۶۷ء
۳ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

اَحادِیثُ الرَّسُول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ بیان کرتی ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَتٰى اَهْلَهٗ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا، کہ اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آئے تو یہ دعا پڑھ لے (ترجمہ) مدد چاہیئے اللہ کے نام سے، اے اللہ شیطان سے ہم کو دور رکھ، اور شیطان کو اس سے دور رکھ جو ہم کو عطا فرمائے۔ پس اگر مقدر ہو عورت و مرد کے لئے اس جماع میں بچہ تو شیطان اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ حُذَيْفَةَ، وَاَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ: "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَا وَاَمُوْتُ" وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

حضرت حذیفہ اور ابوذر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لاتے۔ تو یہ پڑھتے کہ "باسمک اللھم واموت" اے اللہ میں تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں اور جب نیند سے بیدار ہوتے، تو یہ فرماتے "الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور" تمام تعریفیں ثابت ہیں اس اللہ کے لئے جس نے ہم کو مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (بخاری)

وَعَنْهُ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ "رَوَاهُ مُسْلِمٌ"

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ کوئی جماعت نہیں بیٹھتی کہ وہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہوں، مگر فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت خداوندی اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ان شخصوں کا ان سے ذکر کرتے ہیں جو اس کے پاس ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ وَاقِدٍ الْحٰرِثِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهٗ اِذْ اَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَوَقَفَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيْهَا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَاَمَّا الثَّالِثُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلَا اُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ: اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوٰى اِلَى اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْيٰى فَاسْتَحْيَى اللّٰهُ مِنْهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت ابو واقد الحارث بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اور صحابہ کرامؓ بھی آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک تین حضرات آئے۔ ان میں سے دونو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوگئے اور ایک چلا گیا۔ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے رہے۔ ان دونوں میں سے ایک نے تو حلقۂ مجلس میں کچھ کشادگی محسوس کی تو وہ تو اس جگہ پر بیٹھ گیا۔ اور دوسرا شخص حاضرین مجلس کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اور تیسرا پشت پھیر کر ادھر سے چل دیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس مشغولیت سے) فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا۔ کیا میں تم کو ان تین حضرات کی کیفیت سے آگاہ کروں۔ ان میں سے ایک نے تو اللہ تعالےٰ کی جائے پناہ تلاش کی تو حق تعالےٰ نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا اور دوسرے نے (بھیڑ میں گھسنے میں) شرم محسوس کی تو حق تعالےٰ نے بھی اس کے ساتھ شرم کا معاملہ کیا تیسرے نے اعراض کیا (اور چل دیا) تو اللہ رب العزت نے بھی اس سے اعراض فرمایا (بخاری مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِيْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَأْتِ اَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے صبح وشام سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ (یعنی اللہ پاک ہے اور اسی کی تعریف ہے کہا تو قیامت کے دن اس شخص سے بہتر کسی کا عمل نہیں ہوگا۔ مگر اس شخص کا کہ جس نے یہ کلمات اس کے ۵

۵۔ برابر کہے یا اس سے زیادہ بار کہے (مسلم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

لاہور

خدام الدین

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۳	۳ رجادی الثانی ۱۳۸۷ھ بمطابق ۸ ستمبر ۱۹۶۷ء	شمارہ ۱۸

خرطوم کانفرنس کے فیصلے

عرب سربراہوں کی خرطوم میں منعقدہ کانفرنس میں جو فیصلے کیئے گئے ہیں ان پر تمام اسلامی ممالک میں اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے۔ ان فیصلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر و عرب کے لوگ بے اندازہ مالی و جانی نقصان کے باوجود پست ہمت نہیں ہوئے اور انہوں نے نہ صرف اس نقصان کی تلافی کرنے کا تہیّہ کر لیا ہے بلکہ وہ اپنے دیرینہ جائز اور مبنی بر انصاف مؤقف کو منوانے کا بھی عزم بالجزم رکھتے ہیں۔ قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسے منوا کر رہیں گے۔ انشاءاللہ!

اس کانفرنس میں طے کیا گیا ہے کہ اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ لہٰذا اسرائیل سے گفت و شنید کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس ضمن میں چند اہم فیصلے مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ عرب ملکوں میں تمام غیر ملکی فوجی اڈے ختم کر دئے جائیں گے۔ اس فیصلہ کے تحت الجزائر، لیبیا، عدن اور سعودی عرب میں تمام بیرونی فوجی اڈے بند کر دئے جائیں گے۔

۲۔ دوسرے ملکوں کو تیل کی بہم رسانی کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دیا جائے گا۔

۳۔ عرب ملکوں کا اقتصادی اور سماجی ترقیاتی فنڈ قائم کیا جائے گا۔

اس کانفرنس میں متحدہ عرب جمہوریہ اردن اور شام کو چودہ کروڑ پونڈ دینے کا بھی فیصلہ کیا گیا تاکہ یہ ملک اس نقصان کو پورا کر سکیں جو انہیں اسرائیل کی جارحیّت کے نتیجہ میں اٹھانا پڑا۔ ان فیصلوں پر سرِدست کسی تبصرے کی ضرورت نہیں۔ یہ ایک طرف عربوں کی قومی غیرت وحمیّت کا ثبوت ہیں تو دوسری طرف ان کے سیاسی اور بین الاقوامی شعور پر بھی دلالت کرتے ہیں۔ ہم ان ... فیصلوں کا خیر مقدم کرتے ہیں اور ان کی کامیابی کے دل سے خواہاں ہیں۔

پاکستان کے وزیر خارجہ جناب شریف الدین پیرزادہ نے اس اعلان کو پھر دہرایا ہے کہ عرب علاقوں کو اسرائیلی قبضہ سے آزاد کرانے کی جدو جہد میں پاکستان عربوں کی ہر ممکن امداد و اعانت کرے گا۔ عربوں اور اسرائیل کی جنگ کے بارے میں پاکستان کا مؤقف پہلے دن سے ہی صاف اور بالکل واضح رہا ہے۔ پاکستان ہر طرح سے عربوں کے ساتھ ہے۔ اور وہ مقبوضہ علاقے اسرائیل سے واپس لینے اور عرب ممالک کی علاقائی سالمیت کے سلسلہ میں عربوں کا پورا پورا ساتھ دے گا۔ خود عرب ممالک اس اعلان کے مبنی بر خلوص ہونے کا واضح طور پر اعتراف کر چکے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ دیگر غیر عرب اسلامی ممالک بھی پاکستان کی تقلید کرتے ہوئے عربوں کی ہر طرح امداد کرنے میں انتہائی فراخدلی سے کام لیں گے۔ کیونکہ اب معاملہ تنہا عربوں کا نہیں تمام عالم اسلام کا ہے۔

یمن کی خانہ جنگی ختم

عربوں کو داخلی انتشار و کشمکش کی وجہ سے جس شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ وہ شکست عربوں میں اتحاد پیدا کرنے اور مشترکہ کارروائی کے لئے راہ ہموار کرنے کے سلسلے میں ایک موثر ذریعہ بن گئی ہے۔ چنانچہ اس کا ایک واضح ثبوت یمن کے معاملے پر صدر ناصر اور شاہ فیصل صاحب متفق ہو جانا ہے۔ اس سمجھوتے کی رُو سے مصر اپنی فوجیں یمن سے واپس بُلا لے گا۔ اور سعودی عرب یمن کے شاہ پسندوں کو کوئی امداد نہیں دے گا۔ تین دوسرے عرب ملکوں کو اس سمجھوتے پر عمل درآمد کی نگرانی سپرد کی گئی ہے۔ خرطوم کا یہ کارنامہ بھی باعث اطمینان ہے۔ خدا کرے کہ اسرائیل سے مقبوضہ علاقے خالی کرانے کے معاملے پر بھی تمام عرب ممالک میں کامل اتحاد ہو جائے۔ صرف اسی صورت میں عربوں کی جوابی کارروائی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔ اگر خدا نخواستہ عرب اتحاد میں کوئی رخنہ پڑ گیا۔ تو اس سے تمام عرب ممالک پر نہایت مضر اثر پڑے گا۔ تیل کی بہم رسانی کے مسئلے پر ابھی مزید غور و خوض کی ضرورت ہے۔ اور فلسطینی عوام کے اپنے وطن کو واپس جانے کے حق کا استقرا بھی ضروری ہے۔ عرب سربراہوں کو اپنے تمام مسائل پر ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیئے۔ اور جذبات کی رد میں ایک دوسرے اس طرح اختلاف نہیں کرنا چاہیئے۔ جو اُن کے موقف کو کمزور کردے اور دشمنان اسلام کو ان پر ہنسنے کے مواقع فراہم کرے

فتح عربوں کی ہو گی

مولوی محمد اکرم صاحب ہلال انجنیئرنگ کمپنی ملتان روڈ لاہور نے مورخہ ۳ ستمبر کو صبح ۹ بجے دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور میں خاقان بابر ایڈوکیٹ کے اعزاز میں مشرق وسطیٰ کے دورہ سے واپسی پر ایک استقبالیہ کا انتظام کیا جس میں علماء لاہور کے علاوہ... مختلف جماعتوں کے رہنما شریک ہوئے۔ خاقان بابر نے علماء اور دیگر حاضرین کے سامنے اپنے دورۂ مشرقِ وسطیٰ کے تاثرات اور وہاں کے تفصیلی حالات پیش کئے جن کو اس مختصر سی صحبت میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ان کے بیان کا انتہائی حوصلہ افزا پہلو یہ ہے کہ متحدہ عرب جمہوریہ اور دیگر عرب ممالک کی نہ صرف حکومتیں بلکہ عوام وخواص کی ۹۰ فیصد سے زائد اکثریت بھی پاکستانی حکومت

(باقی صفحہ پر)

مجلس ذکر

۱۷ر جمادی الاول ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۴ر اگست ۱۹۶۷ء

اللہ کی رضا کے ساتھ راضی رہنا سیکھیں

از جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

مرتبہ:- خالد سلیم - ایم - اے

الحمد للہ وکفٰی و سلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی : اما بعد:- فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

ترجمہ۔کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا ۔ اور کیا آپ سے آپ کا.... بوجھ نہیں اتار دیا جس نے آپ کی.... کمر جھکا دی تھی ۔ اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا ۔ پس بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے ۔ بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے پس جب آپ (تبلیغ احکام سے) فارغ ہوں تو ریاضت کیجئے ۔ اور اپنے رب کی طرف دل لگائیے

(سورہ الم نشرح پ ۳۰)

طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے صرف چند لفظ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر تکلیف کے ساتھ راحت لگائی ہے آپ دیکھیں کہ بچہ کی پیدائش کے وقت ماں کو کتنی زیادہ تکلیف ہوتی ہے ۔لیکن جب ماں بچہ کو صحیح سلامت دیکھتی ہے ۔ تو اُس کی تکلیف راحت میں بدل جاتی ہے ۔ اس کے سارے دکھ درد رفع ہو جاتے ہیں اور اُس کو چین و سکھ نصیب ہوتا ہے ۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالےٰ نے ہر مصیبت و تکلیف اور مشقت کے بعد راحت و چین اور آسانی رکھی ہے ۔ اسلام کی یہی تعلیم ہے اور اللہ والوں کا یہی طریقہ ہے کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیں ۔ آرام تو اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت ہے ہی ...... مصیبت و بیماری اور تکلیف بھی انجام کار راحت و تندرستی ہے اس میں انسان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتا ہے ۔ یہ اس کے گناہوں کا کفارہ اور دعاؤں اور عبادت کے قبول ہونے کا ذریعہ بن جاتی ہے ۔

تمام انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جو بھی اُن کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں سب کو مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ۔لیکن کسی نے بھی اُف تک نہ کی ۔ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کفار اور مشرکین مکہ نے کیسی کیسی تکلیفیں اور اذیتیں دیں ۔لیکن آپؐ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہے ۔ آپؐ کی نظر انجام پر تھی صحابہ کرامؓ نے کفار اور مشرکین کے لئے بددعا کرنے کے لئے کہا تو آپؐ نے فرمایا میں رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا ہوں ۔کوئی بات نہیں ۔ اگر یہ میرا کہنا نہیں مانتے تو نہ مانیں ۔ شاید ان کی نسل مسلمان ہو جائے تاریخ گواہ ہے کہ حضورؐ کی تحمل و بردباری کا نتیجہ یہ ہوا کہ سب کو اللہ تعالےٰ کا نام نصیب ہوا اور وہ خود مسلمان ہی نہ ہوئے بلکہ اسلام پھیلانے والے بن گئے ۔

جناب رسول کریمؐ نے اپنے عمل مبارک سے امت کو مصائب اور پریشانیوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت و ذکر کی طرف توجہ دلائی ہے ۔ انسان کو ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑ گڑانا چاہیئے ۔ ذکر و دعا کرنی چاہئے ۔ اور اللہ تعالےٰ کے انعام کی امید رکھنی چاہئے ۔ ہرگز ہرگز واویلا اور کسی قسم کا شور نہیں مچانا چاہیئے اور یہ سوچنا چاہئے کہ جب نبیوںؐ کے سردار اور خیر البشر جناب رسول کریمؐ نے مصائب و پریشانیوں میں اُف تک نہ کی ۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے رہے تو ہم کون ہیں جو ایسے موقع پر شور و واویلا کریں ۔ ہمارا فرض ہے ۔کہ ہم رسول کریمؐ کے نقش قدم پر چلیں اللہ تعالےٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے بزرگوں کے سردار ہیں ۔ وہ فرمایا کرتے تھے ۔کہ راحت و چین تو اللہ تعالےٰ کا انعام ہے ہی لیکن بیماری و تکلیف بھی اللہ تعالےٰ کا انعام ہے ...

....

.... یہ انسان کی کمزوری ہے کہ اس کو سمجھ نہیں سکتا ۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا ۔ اُس وقت کثرت سے اللہ کا ذکر اور دعا کرنی چاہیئے ۔ بیماری و تکلیف ترقیٔ درجات کا سبب بنتی ہے اس موقع پر یہ سمجھنا چاہئے ۔ کہ اس کے بعد ضرور راحت و چین نصیب ہوگا دنیا کی خوشی و سرور کے علاوہ آخرت میں انعام بھی نصیب ہوگا ۔

رمضان المبارک کے مہینہ میں انسان اللہ کی رضا کے لئے بھوک اور پیاس کو برداشت کرتا ہے ۔ ایک مہینہ کی روحانی مشقت کے بعد عید الفطر کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے کتنی زیادہ خوشی فرحت و مسرت حاصل ہوتی ہے ۔ اس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا ۔ انسان پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و انعامات کی بارش برسا دیتا ہے آخرت کے انعامات اور بخشش اس کے علاوہ ہے ۔

آج کی معروضات کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رضا کے ساتھ راضی رہنا سیکھیں ۔کسی وقت بھی صبر کے دامن کو

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

۲۵ جمادی الاول ۱۳۸۷ھ بمطابق یکم ستمبر ۱۹۶۷ء

موت کو ہر گھڑی پیشِ نظر رکھیے

اور

فکرِ آخرت کی دُھن میں مگن ہو جایئے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ قَالَ اَبُوالۡقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیۡ نَفۡسِیۡ بِیَدِهٖ لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ مَا اَعۡلَمُ لَبَکَیۡتُمۡ کَثِیۡرًا وَّ لَضَحِکۡتُمۡ قَلِیۡلًا ۔ (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدنا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر اللہ کے قہر و جلال اور قیامت و آخرت کے لرزہ خیز احوال و کیفیات کے متعلق تمہیں وہ سب معلوم ہو جائے جو مجھے معلوم ہے تو تمہارا ہنسنا بہت کم ہو جائے اور رونا بڑھ جائے۔

اس حدیث میں دنیا کی بے ثباتی اور موت کو ہر گھڑی پیش نظر رکھنے کی تلقین کے ساتھ ساتھ انسانوں کو یہ واضح کیا گیا ہے کہ اگر موت کے بعد پیش آنے والے حالات اور واقعات کا علم انہیں ہو جائے تو ان کی راتوں کی نیندیں اور دن کے سکھ حرام ہو جائیں۔ زندگی میں خوشیوں اور مسرتوں کی جگہ حزن و ملال کا دور دورہ ہو، مسکراہٹیں اور قہقہے آہ و بکا میں تبدیل ہو جائیں اور آرام و راحت کی جگہ فکرِ آخرت کی دُھن میں مگن ہو جائیں۔

بزرگانِ محترم! کون نہیں جانتا کہ دنیا اور دنیا کی ہر شئے فانی ہے اور انسان کا قیام اس میں صرف چندروزہ اور عارضی ہے۔ آدمی کا خمیر مٹی سے اٹھایا گیا اور اسے آخرکار مٹی ہی میں دفن ہونا ہے۔ یوم حساب کی دشوار گذار گھاٹی سے اسے گذرنا ہے اور جزا و سزا کا معاملہ بھی بہرحال پیش آکر رہے گا۔ لیکن پھر بھی انسان نہ جانے کیوں خوابِ خرگوش میں مست اور فکرِ آخرت سے بیگانہ ہے اور حیرت تو یہ ہے کہ خدا و آخرت سے بے تعلقی و بے فکری کا یہ حال صرف عام لوگوں ہی کا نہیں بلکہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو دیندار سمجھتے اور بظاہر دیندار سمجھے جاتے ہیں ان کا حال بھی اس معاملہ میں کچھ بہتر نہیں۔ وہ بھی زندگی کی ہمہ ہمی میں مست اور موت سے غافل ہیں۔ حالانکہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی اس بارے میں پوری طرح واضح ہے۔

ارشادِ نبوی

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا "اے اللہ کے رسولؐ! بتلایئے کہ آدمیوں میں کون زیادہ عقلمند اور دُور اندیش ہے؟" آپؐ نے فرمایا "وہ جو موت کو زیادہ یاد کرتا اور موت کے لئے زیادہ سے زیادہ تیاری کرتا ہے۔ جو لوگ ایسے ہیں وہی دانشمند اور ہوشیار ہیں۔ انہوں نے دنیا کی عزت بھی حاصل کی اور آخرت کا اعزاز بھی"۔

محترم حضرات! مومن کی زندگی کی خاص شان یہ ہے کہ وہ اس دنیا سے صرف مسافر اور سرائے کا تعلق رکھے۔ باقی فکر و عمل اور جد و جہد کا اصل تعلق خدا و آخرت سے قائم رکھے۔ ظاہر ہے کوئی عقلمند شخص اپنی کمائی سرائے کی تزئین پر صرف نہیں کرے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ سرائے میں قیام کی مدّت چند روزہ ہے۔ اس کا جی گھر کی طرف لوٹنے کو چاہے گا اور وہ ساری کمائی گھر کی آرائش و تزئین پر خرچ کرنے میں خوشی محسوس کرے گا۔ چونکہ اسے وہاں رہنا ہے۔ یہی حال مقبولانِ بارگاہِ الٰہی اور عقلاء کا ہے کہ وہ دنیا سے کبھی دل نہیں لگاتے۔ وہ فانی سے رشتہ نہیں جوڑتے بلکہ لافانی کی محبت میں فنا ہو کر جاودانی زندگی کی نعمتوں سے متمتع ہوتے ہیں۔

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایک جگہ فرمایا ہے کہ دنیا مومن کے لئے جیل خانہ ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ جس طرح جیلخانہ میں خواہ کیسا ہی عیش کسی شخص کو میسّر آجائے اس کا جی کبھی

نہیں لگتا۔ تو مسلمان کی شان بھی یہی ہے کہ دنیا میں اس کا جی نہ لگے۔ اگرچہ بظاہر اس میں عیش و آرام کی دنیا آباد ہو۔

یاد رکھئے! جی لگنے کی اصل جگہ گھر ہے۔ اور دنیا گھر نہیں —— پھر جب دنیا میں جی نہ لگے گا تو حرص و ہوا دل میں راہ نہ پا سکے گی۔ دنیا کی امنگیں اور ولولے اور لذت و شہوات کی دیوانگی طبیعت میں پیدا نہ ہوگی۔ نتیجۃً انسان کی فکر کا دھارا بدل جائے گا اور وہ یوں سوچے گا کہ دنیا تو پردیس ہے گھر اور منزل تو دراصل آخرت ہے پس سامان زیبائش و آرائش آخرت کے گھر کے لئے فراہم کرنا چاہیئے۔ زادِ راہ اس کے لئے اکٹھا کرنا چاہیئے اور اثاثہ بھی اسی کے لئے جمع کرنا چاہئے۔

برادرانِ گرامی قدر! آؤ اب ذرا اپنے دلوں کو ٹٹولیں اور اپنے دماغوں کی تلاشی لیں کہ دنیا میں قیام کی بابت کیا کیا جذبات و خیالات ان کے اندر پرورش پا رہے ہیں۔ ہمارا زاویۂ نظر اس بارے میں کیا ہے اور ہم کس ڈگر پہ چل رہے ہیں؟

ان سوالات کے جوابات میں یہی کہا جا سکتا ہے اور مجھے اس کے اظہار میں کوئی باک نہیں کہ دنیادار تو الگ رہے دینداروں کی غالب اکثریت بھی دنیا میں اس حد تک محو ہو چکی ہے کہ ان کے بارے میں یہی کہنا پڑتا ہے کہ جیسے انہیں فکرِ آخرت کا خیال ہی نہیں ہے اور خالص دنیا داروں کے طرزِ عمل سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ گویا ان کے دلوں سے موت کا یقین ہی اُٹھ گیا ہے اور وہ اس درجہ غافل ہو گئے ہیں کہ جیسے ان کو موت آئے گی ہی نہیں۔ حالانکہ موت اتنی بڑی حقیقت ہے کہ اسے کوئی بدترین شخص بھی جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکتا اور یہ اپنے آپ کو سب سے منوا کر رہتی ہے۔

بزرگانِ محترم! آپ روزمرہ کی زندگی پہ نظر دوڑائیں تو صاف نظر آئے گا کہ ایسے سینکڑوں دریچے کھلے ہوئے ہیں جن سے موت جھانک رہی ہے۔ ان دریچوں کے کواڑوں کی آوازیں موت کی دھمکیاں ہیں جو مختلف بیماریوں، حادثوں اور آفتوں کی شکل میں سامنے آتی رہتی ہیں۔ لیکن افسوس حرص و آز اور دنیا طلبی کی چربی آنکھوں اور کانوں پہ اس طرح چڑھ گئی ہے کہ نہ کان ان کواڑوں کی آواز سن سکتے ہیں اور نہ آنکھیں ان دریچوں سے جھانکنے والی صورتوں کو دیکھ سکتی ہیں۔

طبی کتابوں کا مطالعہ کیجئے تو ان میں امراض کی تفصیل ریت کے ذروں کی طرح پھیلی ہوئی دکھائی دے گی۔ جن میں آدمی گرفتار ہوتا رہتا ہے۔ گویا انسانی ڈھانچے میں ہزاروں سوراخ ہیں جن کی راہ سے موت ان کے اندر داخل ہو سکتی ہے۔

پس

اے برادرانِ عزیز! موجودہ زندگی کی بے ثباتی اور بے شمار دریچوں اور سوراخوں سے جھانکتی ہوئی موت تقاضا کرتی ہے کہ انسان اپنی موت کا نقشہ سامنے رکھے اور فکرِ آخرت میں ہمہ تن مصروف رہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی زیادہ سے زیادہ یاد کرنے اور فکرِ آخرت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

پروگرام

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ

★

۸ ستمبر بروز جمعہ بعد نماز عشاء محلہ کمہار پورہ، مدنی مسجد لاہور جلسہ سیرت النبی ؐ کی صدارت فرمائیں گے۔

۹ ستمبر بروز ہفتہ صبح ½۵ بجے بذریعہ ریل کار روانگی راولپنڈی جامع مسجد بھوسہ منڈی صدر میں ایک گھنٹہ قیام فرمائیں گے۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد چونگی ۲۲ مجلس ذکر منعقد ہوگی۔

۱۰ ستمبر بروز اتوار راولپنڈی سے صبح بذریعہ کار کوہاٹ تشریف لے جائیں گے ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک مدرسہ قاضی حسام الدین میں قیام فرمائیں گے۔ نماز ظہر کے بعد مسجد چھاؤنی میں بیعت و اسباق اور ذکر ہوگا۔

بعد نماز عصر مسجد چھاؤنی میں درس قرآن دیں گے اور بعد نماز مغرب مجلس ذکر بھی اسی مسجد میں منعقد ہوگی اور بعد نماز عشاء جلسہ جامع مسجد حاجی بہادر میں شرکت فرمائیں گے۔

۱۱ ستمبر بروز سوموار بعد نماز فجر درس قرآن مسجد چھاؤنی۔ ۷ بجے سے ۹ بجے تک دارالعلوم انجمن تعلیم القرآن ۳ بجے سے ۴ بجے بعد دوپہر کوہلنج پیروزئی (بیعت و بیان) نماز عصر مسجد چھاؤنی اور نماز مغرب کے بعد مجلس ذکر اور رات ۹ بج کر ۵۵ منٹ پر روانگی راولپنڈی۔ صبح ۵ بج کر ۴۵ منٹ پر بذریعہ ریل کار ۱۱ بج کر ۴۰ منٹ پر انشاء اللہ واپس لاہور تشریف لائیں گے۔

۱۸ ستمبر بروز اتوار مجلس ذکر کرشن نگر میں شرکت فرمائیں گے۔ اس سفر میں حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری اور حضرت مولانا قاسمی محمد زاہد الحسینی بھی ہمراہ ہوں گے

۲۳ ستمبر بروز جمعہ پونے چھ بجے شام پروگرام "جمہوریت کی آواز" ریڈیو پاکستان لاہور میں تقریر فرمائیں گے۔　　(حاجی بشیر احمد)

بقیہ: صہ ۳ سے آگے

اور عوام سے والہانہ محبت کرنے لگی ہے اور وہاں کے عوام صدر ایوب اور ان کی خارجہ پالیسی کے بے حد گرویدہ ہیں پاکستان کی اقوام متحدہ کے اندر اور اس کے باہر حالیہ امداد نے عربوں کے دل جیت لئے ہیں اور اب عربوں کی نگاہیں پاکستان کی طرف لگی ہوئی ہیں اس کے برعکس بھارت کا طلسم آہستہ آہستہ ختم ہو رہا ہے اور عرب عوام ان کی حقیقت کو سمجھنے لگے ہیں جس کے نتائج انشاء اللہ اچھے نکلیں گے۔ صدر ناصر عوام میں بے حد مقبول ہیں اور وہ اپنے عقائد و نظریات کے اعتبار سے پکے اور کٹر مسلمان ہیں — وہ جمعہ کی نماز شہر کی مختلف جامع مساجد میں عوام کے ساتھ پڑھتے ہیں اور ان کے متعلق یہ پروپیگنڈہ قطعی بے بنیاد ہے کہ وہ اسلامی نظریات کے مخالف ہیں۔ اس قسم کا پروپیگنڈہ یہودی خبر رساں ایجنسیوں اور پاکستان میں سامراج کے ایجنٹوں کے ذریعے بعض مخصوص مصالح کی بناء پر پھیلایا جا رہا ہے جس سے بچنا ہر پاکستانی کا لازم ہے

ہماری رائے ہے کہ جو لوگ کسی نہ کسی روپ میں صدر ناصر یا عربوں پر کیچڑ اچھالتے ہیں وہ عربوں ہی کے نہیں پاکستان کے بھی دشمن ہیں۔ کیونکہ ان کے طرزِ عمل

(باقی صہ ۱۷ پر)

مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

حضرت آدم علیہ السلام

(۲)

ابلیس کی طلب مہلت

ابلیس نے جب یہ دیکھا کہ خالق کائنات کے حکم کی خلاف ورزی تکبر و رعونت اور خدائے تعالیٰ پر ظلم کے الزام نے ہمیشہ کے لیئے مجھ کو رب العالمین کی آغوشِ رحمت سے مردود اور جنت سے محروم کر دیا۔ تو توبہ اور ندامت کی جگہ اللہ تعالیٰ سے استدعا کی کہ تا قیامِ قیامت مجھ کو مہلت عطا کر اور اس طویل مدت کے لئے میری زندگی کی رسّی کو دراز کر دے۔

حکمتِ الٰہی کا تقاضا بھی یہی تھا لہٰذا اس کی درخواست منظور کر لی گئی۔ یہ سن کر اب اس نے پھر ایک مرتبہ اپنی شیطنت کا مظاہرہ کیا۔ کہنے لگا جب تو نے مجھ کو راندۂ درگاہ کر ہی دیا تو جس آدم کی بدولت مجھے یہ رسوائی حاصل ہوئی میں بھی بنی آدم کی راہ ماروں گا اور ان کے پس و پیش، اِردگرد اور چہار جانب سے ہو کر ان کو گمراہ کروں گا۔ اور ان کی اکثریت کو تیرا ناسپاس اور ناشکر گذار بنا چھوڑونگا البتہ تیرے "مخلص بندے" میرے اغوا کے تیر سے گھائل نہ ہو سکیں گے اور ہر طرح محفوظ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہم کو اس کی کیا پرواہ، ہماری فطرت کا قانون مکافاتِ عمل اور پاداشِ عمل اٹل قانون ہے۔ پس جو جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔ اور جو بنی آدم مجھ سے روگردانی کر کے تیری پیروی کریگا وہ تیرے ہی ساتھ عذاب الٰہی (جہنم) کا سزاوار ہوگا۔ جا! اپنی ذلت و رسوائی اور شومئ قسمت کے ساتھ یہاں سے دُور ہو اور اپنی اور اپنے پیروؤں کی ابدی لعنت (جہنم) کا منتظر رہو۔

قرآنِ عزیز کی حسبِ ذیل آیات انہی تفصیلات پر روشنی ڈالتی ہیں:۔

مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ ۔۔ تا ۔۔ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

(الاعراف آیت ۱۲ تا ۱۸)

ترجمہ: کس بات نے تجھے جھکنے سے روکا جب کہ میں نے حکم دیا تھا؟ کہا "اس بات نے کہ میں آدم سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اُسے مٹی سے۔" فرمایا "جنت سے نکل جا تیری یہ ہستی نہیں کہ یہاں رہ کر سرکشی کرے، یہاں سے نکل دور ہو، یقیناً تو ان میں سے ہوا جو ذلیل و خوار ہیں!" ابلیس نے کہا۔ "مجھے اس وقت تک کے لئے مہلت دے جب لوگ (مرنے کے بعد) اٹھائے جائیں گے۔" فرمایا "تجھے مہلت ہے۔" اس پر ابلیس نے کہا "چونکہ تو نے مجھ پر راہ بند کر دی تو اب میں بھی ایسا ضرور کروں گا کہ تیری سیدھی راہ سے بھٹکانے کے لئے بنی آدم کی تاک میں بیٹھوں۔ پھر سامنے سے پیچھے سے، داہنے سے، بائیں سے، (غرضیکہ ہر طرف سے) ان پر آؤں، اور تو ان میں سے اکثروں کو شکر گذار نہ پائے گا۔" خدا نے فرمایا "یہاں سے نکل جا، ذلیل اور ٹھکرایا ہوا ۔۔ بنی آدم میں سے جو کوئی تیری پیروی کرے گا تو (وہ تیرا ساتھی ہوگا۔ اور میں البتہ ایسا کروں گا کہ (پاداشِ عمل میں)، تم سب سے جہنم بھر دوں گا۔"

قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝ ۔۔ تا ۔۔ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

(حجر۔ آیت ۳۲ تا ۴۲)

ترجمہ: اللہ نے فرمایا "اے ابلیس! تجھے کیا ہوا؟ کہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا؟" کہا "مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ ایسے بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے خمیر اٹھائے ہوئے گارے سے بنایا ہے جو سوکھ کر بجنے لگتا ہے۔" حکم ہوا "اگر ایسا ہے تو یہاں سے نکل جا کہ تو راندہ ہوا اور جزاء کے دن تک تجھ پر لعنت ہوئی۔" اس نے کہا "خدایا! مجھے اس دن تک مہلت دے جب انسان (دوبارہ) اٹھائے جائیں گے۔" فرمایا ۔۔ "اس مقررہ وقت کے دن تک تجھے مہلت دی گئی۔" اس نے کہا "خدایا! چونکہ تو نے مجھ پر (نجات و سعادت کی) راہ بند کر دی تو اب میں ضرور ایسا کروں گا کہ زمین میں اُن کے لئے جھوٹی خوشنمائیاں بنا دوں اور (راہِ حق سے) گمراہ کروں۔ ہاں، اُن میں جو تیرے مخلص بندے ہوں گے (میں جانتا ہوں) میرے بہکانے میں آنے والے نہیں۔" فرمایا "بس یہی سیدھی راہ ہے جو مجھ تک پہنچانے والی ہے۔ جو میرے (مخلص) بندے ہیں، ان پر تیرا کچھ زور نہیں چلے گا۔ صرف انہی پر چلے گا جو (بندگی کی راہ سے بھٹک گئے اور ان سب کے لئے جہنم کے عذاب کا وعدہ ہے (جو کبھی ٹلنے والا نہیں)۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ ۔۔ تا ۔۔ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۝

(اسرا۔ آیت ۶۱ تا ۶۵)

ترجمہ: اور (دیکھو) جب ایسا ہوا تھا کہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا ۔۔ "آدم کے آگے جھک جاؤ" اس پر سب جھک گئے مگر ایک ابلیس نہ جھکا۔ اُس نے کہا "کیا میں ایسی ہستی کے آگے جھکوں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے؟" نیز اس نے کہا۔ "کیا تیرا یہی فیصلہ ہوا کہ تو نے اس (حقیر) ہستی کو مجھ پر بڑائی دی؟ اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے دے تو میں ضرور اس کی نسل کی بیخ بنیاد اکھیڑ کے رہوں تھوڑے آدمی اس ہلاکت سے بچیں۔ اور کوئی نہ بچے۔" اللہ نے فرمایا "جا اپنی راہ لے۔ جو کوئی بھی اُن میں سے تیرے پیچھے چلے گا، تو اس کے

(باقی ص ۱۶ پر)

راہِ ہدیٰ
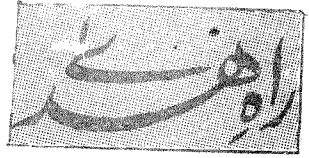
رحمت و شفقت

حافظ خلیل الرحمٰن صاحب

اللہ تبارک و تعالےٰ کا پسندیدہ بندہ وہ ہے جو مخلوقِ خدا سے رحمت و شفقت اور محبت کا برتاؤ کرے۔ کیونکہ اللہ رب العزت کو اپنی مخلوق بہت زیادہ محبوب ہے۔ اس کے متعلق چند ارشاداتِ نبوی پیش کرتا ہوں۔

۱۔ لا یرحم من لا یرحمکم۔
جو کوئی خود رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا۔

۲۔ ارحم من فی الارض یرحمکم من فی السماء۔ اس کا ترجمہ مولانا الطاف حسین حالی مرحوم نے ان الفاظ میں کیا ہے

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر
خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

۳۔ الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی وما اللہ۔
ترجمہ: تمام مخلوق اللہ تعالےٰ کا کنبہ ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ بندہ وہ ہے جو اس کے عیال کے ساتھ احسان کرے۔

محترم حضرات! یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ساری مخلوق اللہ تعالےٰ کو پیاری ہے۔ لیکن مخلوقات میں چونکہ انسان سب سے اشرف ہے۔ اور انسانوں میں مسلمان سب سے بلند و برتر ہے اس لئے اس کے ساتھ احسان کرنا سب سے زیادہ اجر و ثواب کا موجب ہے۔ چنانچہ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مومن کی دنیوی تکلیف دور کرتا ہے اللہ تعالےٰ قیامت کے روز کی تکلیف کو اس سے دور کرے گا۔ جس نے کسی تنگ پر آسانی کی اللہ اس کے دنیا و آخرت کے معاملات دور فرمائے گا جس نے کسی مسلم کی عیب پوشی کی، اللہ تعالےٰ اس کے عیوب پر دنیا و مافیہا میں پردہ ڈالیگا اور اللہ تعالےٰ بندہ کی مدد فرماتا رہتا ہے۔ جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا:۔
"جب تک ایمان نہیں تب تک جنت میں داخلہ نہ ہوگا اور جب تک آپس میں محبت نہیں تب تک ایمان نہیں"۔ (رواہ ابوداؤد و ترمذی عن ابی ہریرہؓ)

اسی طرح یہ بھی فرمایا:۔
"جس نے مسلم بھائی کی عزت کو بچایا اللہ تعالےٰ اس کے چہرہ کو آتشِ دوزخ سے بچاتے گا"

ترمذی شریف میں ہے:۔
"مسلم مسلم کا بھائی ہے وہ نہ اسے رسوا کرے نہ اسے جھٹلائے نہ ظلم کرے۔ تم ایک کے لئے مثل آئینہ ہو، اگر اپنے بھائی میں کوئی تکلیف دہ بات دیکھو تو اسے دور کرو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص میرے امتی کی کوئی حاجت (دینی و دنیوی) پوری کرکے اس کو خوش کرے گویا اس نے مجھے خوش کیا۔ اور جس نے مجھے خوش کیا، اس نے خدا کو خوش کیا اور جس نے خدا کو خوش کیا یقیناً خدا تعالےٰ اسے جنت میں داخل کریں گے۔

اب عام انسانوں پر شفقت کے احکام ملاحظہ فرمائیں:۔

یتیم پر شفقت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص محض رضائے الٰہی کی خاطر یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے۔ اس کے لئے ہر بال کے عوض جن پر ہاتھ پھیرا ہے بے شمار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جو شخص کسی یتیم لڑکے اور یتیم لڑکی کے ساتھ احسان یا بھلائی کرے تو میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح ساتھ ساتھ ہوں گے جس طرح دو انگلیاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان کی اور انگوٹھے کے پاس کی دو انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

دوسری جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو شخص کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے کی طرف بلائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت واجب کر دیتے ہیں۔

بیوہ اور مسکین کی خبرگیری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ عورت اور مسکین کی خبرگیری کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اللہ کے راستے میں سعی کرنے والا — راوی کہتا ہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ایسا ہے جیسے رات بھر تہجد پڑھنے والا جو کبھی قضا نہ کرے اور دن بھر روزہ رکھنے والا جو کبھی ناغہ نہ کرے۔

ہمسایہ کے ساتھ سلوک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص خود تو پیٹ بھر کر کھانا کھائے۔ لیکن اس کا ہمسایہ بھوکا رہے وہ مومن نہیں ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا۔ وہ شخص کبھی جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا جس کی برائیوں سے اس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔

نابینا سے حسن سلوک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اندھے آدمی کو پکڑ کر چالیس قدم لے کر چلے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص اندھے کو مسجد یا اس کے گھر یا کسی اور کام کے لئے پکڑ کر لے چلے اس کے لئے ہر ہر قدم پر ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب تک وہ اندھے کے ساتھ رہتا ہے فرشتے اس پر رحمت

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

محمد اشرف تسنیم راولپنڈی

زبان کی حفاظت

پیارے بچو - اللہ رب العزت نے ہم پر اتنے احسانات کئے ہیں جن کا ہم شکر بجا لا ہی نہیں سکتے - اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں سوچنے کے لئے دماغ عطا کیا - دیکھنے کے لئے آنکھیں سننے کے لئے کان - اور بولنے کے لئے زبان عطا فرمائی - آج کی مجلس میں آپ کو زبان کی حفاظت کے بارے میں کچھ بتانا مقصود ہے - شریعت میں زبان کی حفاظت سے مراد یہ ہے - کہ زبان کے استعمال میں ان حدود کا لحاظ رکھا جائے - جو شریعت اسلامی میں مقرر کی گئی ہیں - اگر ہم زبان کی حفاظت کریں گے تو کیا ہوگا - اگر ہم اس کا غلط استعمال کرینگے تو ہمیں کون سا نقصان ہوگا -

زبان کی حفاظت کی اہمیت

محسن انسانیت صلعم نے فرمایا ہے - جو شخص اپنے دو کلوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور دو ٹانگوں کے درمیان (شرمگاہ) کی حفاظت کی ضمانت دے میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں ایک اور حدیث میں مصلح اعظم صلعم نے ارشاد فرمایا - کہ جہنم میں لے جانے والی دو چیزیں ہیں ایک منہ اور دوسری شرمگاہ - ایک ایسی بات جو خدا کی رضا پہ مبنی ہو وہ انسان کو جنت میں پہنچا دیتی ہے - اور ایسا کلمہ جو خدا کی ناراضگی پر مبنی ہو وہ وہ انسان کو جہنم پہنچا دیتا ہے - پیارے بچو دیکھا آپ نے کہ جنت کتنی سستی ہے اس کی حفاظت سے جنت اور اس کے غلط استعمال سے جہنم -

ـــہ زبان حد کے اندر ہے بیشک زبان
بڑھے ایک نقطہ تو ہے پھر زیاں

زبان کے غلط استعمال کی صورتیں

حدیث شریف میں زبان کی بے اعتدالی کی حسب ذیل صورتیں بیان کی گئی ہیں - لایعنی گفتگو :- کسی کو گالی دینا - اور بدگوئی میں حد سے بڑھ جانا - تکفیر کرنا کسی کو خدا کا دشمن قرار دینا - لعنت کرنا - دورخاپن - چغل خوری - جھوٹ - کسی کی تعریف کا عادی ہونا - غیبت کرنا - ناشائستہ گفتگو کرنا - اپنی بڑائی کا اظہار کرنا -

دنیوی سزا

زبان کی بے اعتدالی اور اس کے غلط استعمال کے بارے میں حدیث میں جو کچھ آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز ایمان کے منافی ہے اس سے باہمی تعلقات خراب ہوتے ہیں - خدا کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں -

وبال اخروی

زبان کے غلط استعمال سے انسان جن برائیوں کا ارتکاب کرتا ہے - وہ انسان کو جہنم پہنچا دیتی ہیں اور خدا کی رحمت سے دور کر دیتی ہے ایک حدیث میں ہے کہ ایک آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے کافی ہے - کہ وہ لایعنی گفتگو کرے انسان کا حسن اسلام ایک یہ ہے کہ لایعنی چیز کو چھوڑ دے -

مسلمان کو گالی دینا

مسلمان کو برا کہنا فسق اور مار ڈالنا کفر ہے جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا دونوں میں سے ایک کفر کا مستحق قرار پایا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک شخص کافر نہ ہو اور اسے کافر کہا جائے - تو یہ تہمت کہنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے - آپ نے فرمایا کہ مومن کے لئے مناسب نہیں کہ وہ لعنت کرے قیامت کے روز لعنت کرنے والے شفاعت کے مستحق نہیں ہوں گے - آں حضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ بدتر وہ شخص ہوگا جو دورخا ہوگا کہ ایک شخص کے پاس آکر ایک بات کہتا ہے - اور دوسرے کے پاس دوسری کہتا ہے - اللھم لاتجعلنا منھم

حضورؐ نے فرمایا کہ خدا کے بہترین بندے وہ ہیں - کہ جن کو دیکھ کر خدا یاد آجائے اور بدترین بندے وہ ہیں - جو چغلی کھاتے پھرتے ہیں - دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں - اور پاک لوگوں پر گناہ اور فساد کی تہمت لگاتے ہیں -

حضورؐ نے ارشاد فرمایا - کہ جھوٹ سے بچو - جھوٹ انسان کو گنہگاری کی طرف لے جاتا ہے - اور گنہگاری جہنم میں - جو شخص زبان کی حفاظت نہیں کرتا اور اس کا غلط استعمال کرتا ہے - یعنی جھوٹ بولتا ہے - اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے - وہ شخص خدائے پاک کے نزدیک کذاب لکھا جاتا ہے - البتہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے - جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے اور بھلائی کی بات کہتا ہے - اگرچہ ان میں کوئی بنائی ہوئی بات بھی شامل ہو

تعریف میں مبالغہ کرنا

ہمارا معاشرہ اتنا خراب ہو چکا ہے کہ لاکھوں نے جھوٹ بولنا فخر ..... گالی دینے کو وقار ...... دو دلوں کے درمیان جدائی ڈالنے کو عقلمندی سمجھنا - اور تعریف میں مبالغہ کرنے کو اپنا شیوہ بنا لیا ہے -

سرور کونین نے فرمایا - جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو مبالغہ کے ساتھ تعریفیں کرتے ہیں - تو ان کے منہ میں خاک ڈال دو خدا ایسے شخص کو بھی ہرگز پسند نہیں فرماتا - جو دل میں یہ چاہے - کہ جب میں آؤں تو لوگ میری اٹھ کر تعظیم کریں یا وہ اپنی تعریف سن کر خوش ہوتا ...... ہو - لیکن بدقسمتی سے ہماری سوسائٹی کی اکثریت اس فعل بد میں مبتلا ہے - اللہ ہم سب کو ہدایت دے

غیبت کرنا

نبی صلعم نے صحابہؓ سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے - تو صحابہ نے عرض کیا "اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے"- حضورؐ نے فرمایا غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا اس طرح تذکرہ کرے جو اس کو ناپسند ہو صحابہؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ اگر وہ بات اس شخص کے اندر موجود ہو تو کیا پھر بھی غیبت ہوگی ؟ حضورؐ نے فرمایا اگر اس کے اندر موجود ہو تب ہی تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ برائی اس کے اندر موجود نہ ہو تو وہ بہتان تراشی ہے - غیبت وہ تلوار ہے - جو دوسرے کی عزت پر ہی نہیں پڑتی بلکہ اپنے ایمان پر بھی گرتی ہے -

ناشائستہ گفتگو

حضورؐ نے فرمایا اللہ رب العزت کے نزدیک

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

طلباء کا صفحہ

قرآنِ حکیم اور ہماری زندگی

جمعیۃ اتحاد الطلبا مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ کے زیر اہتمام مجلس مذاکرہ "قرآن حکیم اور ہماری زندگی" کے عنوان سے زیر صدارت مولانا الحاج غلام نبی صاحب مظفر آبادی منعقد ہوئی۔ مذاکرہ میں دس مقررین نے حصہ لیا جس میں سے پانچ چیدہ مقررین کی تقاریر کے اقتباسات درج ذیل کئے جا رہے ہیں۔
زاہد گکھڑوی قیم جمیعۃ اتحاد الطلبا مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

مولانا سید عالم شاہ صاحب عاصم

قرآن حکیم کا ہماری زندگی سے روح اور جسم والا تعلق ہے۔ جس طرح روح کے بغیر جسم مردہ ہو جاتا ہے اسی طرح قرآن حکیم کے بغیر انسانی زندگی بے حس اور جامد ہو کر رہ جاتی ہے قرآن حکیم کے نزول سے قبل اقوام عالم کس قدر ضلالت اور رذالت میں مبتلا تھیں اور انسانی زندگی کا ہر پہلو رُو بہ زوال تھا ہر طرف ذہنی جمود اور فکری موت کا عالم طاری تھا۔ قرآن حکیم نے آ کر ان کو ضلالت سے نکال کر ہدایت کی شاہراہ پر لا کھڑا کیا، رذالت سے نجات دلا کر شرافت اور نجابت سے آشنا کیا، اسے ترقی فکر و عمل کی راہ پر گامزن کیا اور اس کے ذہن و فکر میں ایسا انقلاب پیدا کیا کہ فکری لحاظ سے مردہ انسان زندگی کی حقیقی اقدار سے روشناس ہو گیا۔

فطری طور پر ہر انسان میں قبولِ حق کی استعداد موجود ہے۔ کسی میں بالفعل ہے جیسا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور کسی میں بالقوۃ ہے جیسے عام انسان جب قبول حق کی بالقوۃ استعداد کے ساتھ خارجی محرکات ملتے ہیں تو کسی میں وہ استعداد ترقی کر کے بالفعل قبول حق کے درجے تک پہنچا دیتی ہے اور اگر خارجی محرکات اس استعداد کے تقاضوں کے خلاف ہوں تو وہ مسخ ہو جاتی ہے۔ جیسے بارش سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت قدرتی طور پر ہر زمین میں موجود ہوتی ہے مگر خارجی اثرات کی وجہ سے اگر کوئی زمین بنجر ہو جائے تو اسے بارش سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ہے۔ اسی طرح قرآنِ حکیم کا تمام انسانوں کی زندگی کے ساتھ یکساں تعلق ہے۔ یہی تعلق ہے جسے آج سے چودہ سو برس پہلے عرب کے بدوؤں نے قبول کیا تو وہ دنیا کے مقتدا بن گئے اور یہی تعلق ہے جسے نہ قبول کرنے کی وجہ سے آج ہم ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔

مولانا مسعود الرحمٰن صاحب

ہر انسان کو اس دنیا میں کچھ نہ کچھ اعمال سرانجام دینا پڑتے ہیں ان اعمال کو بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ اعمال عام طور پر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک قسم وہ جن کا تعلق ہماری دنیوی زندگی سے ہوتا ہے جیسے معاشی، سیاسی اور اقتصادی میدانوں میں ہماری جد و جہد اسی قسم سے تعلق رکھتی ہے۔ دوسری قسم وہ اعمال ہیں جن کا تعلق ہماری اُخروی زندگی سے زیادہ ہے جیسے عبادات، ایمان اور اخلاق وغیرہ عمومی طور پر ان ہی دو متضاد قسم کے اعمال کو دین اور دنیا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دنیا کی تمام اقوام کو دیکھ لیجئے لازمی طور پر ان کو ان دونوں قسموں کے اعمال سرانجام دینا پڑتے ہیں۔ کچھ اعمال مذہبی فریضہ سمجھ کر اور کچھ دنیاوی لوازمات زندگی کے لئے۔ اگر کوئی قوم یا فرد ان میں سے صرف ایک ہی قسم کے اعمال سرانجام دے اور دوسرے اعمال کو نظر انداز کر دے تو اس کو اپنی زندگی میں ایک وسیع خلاء محسوس ہوگا۔ مذہبی اعمال سے پہلو تہی کر کے بھی کوئی شخص اطمینان کی زندگی نہیں گذار سکتا۔ اور دنیاوی زندگی کے لئے ضروری اعمال کو ترک کر کے زندگی گذارنے کا تو کوئی معنی ہی نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ مختلف مذاہب اور مذہبی صحائف میں ان متضاد قسم کے اعمال میں کس طرح تطبیق دی گئی ہے۔ یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ ان میں سے کسی ایک قسم کے اعمال پر صحیح طور پر عمل پیرا ہونا "بظاہر" دوسری قسم کے اعمال سے کنارہ کشی کے بعد ہی ممکن ہے کیونکہ مذہبی امور کی انجام دہی ضروریاتِ زندگی کے کماحقہٗ پورا کرنے کی راہ میں حائل ہے اور دنیاوی عیش و عشرت کے حصول کی جد و جہد مذہبی احکام کی بجا آوری کے لئے مانع ہے۔ عبادات وغیرہ جب ہی مکمل طور پر ادا ہو سکتی ہیں جب کہ انسان دنیوی دھندوں اور بکھیڑوں سے بے نیاز ہو کر صرف اخروی زندگی سنوارنے میں مشغول ہو جائے۔ اور اسی طرح دنیاوی ضروریات کا حصول بھی تسلی بخش تب ہی ہو سکے گا جب کہ مذہبی اقدار کو نظر انداز کر کے جلبِ منفعت کو مقصدِ زندگی قرار دے لیا جائے۔

اب مذاہب کی طرف آیئے۔ دنیا کے تمام مذاہب میں (بجز اسلام کے) دنیاوی اور مذہبی فرائض کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ کچھ لوگوں کو مذہبی امور کی بجا آوری پر مامور کر کے دنیاوی فرائض سے سبکدوش کر دیا گیا ہے۔ اور بقیہ لوگ ان لوگوں کی خدمت کر کے اور معمولی سی برائے نام عبادت کر کے مذہبی فرائض سے سبکدوش سمجھے جاتے ہیں — پوپ، راہب، پادری، برہمن اور مجاور وغیرہ اسی تقسیم کار کا نمونہ ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ مذہبی گروہ دنیوی مشاغل کی عدم موجودگی کی بناء پر۔ اور دیگر لوگ مذہبی فرائض کماحقہٗ سرانجام نہ دے سکنے کی وجہ سے ذہنی اور عملی زندگی میں ایک نمایاں خلاء محسوس کرتے ہیں۔

صرف قرآن حکیم ہی ہے جس نے

آکر دین اور دنیا کے امتزاج کا ایک ایسا تصور پیش کیا ہے کہ اس کے بعد کوئی الجھن باقی نہیں رہ جاتی قرآن مقدس نے دنیا کی زندگی کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا ہے کہ اس زندگی کی مثال اس پانی کی سی ہے جس کی وجہ سے پودے، نباتات وغیرہ اُگتے ہیں۔ اب مقصود بالذات یہ پانی تو نہیں بلکہ وہ پودے ہیں جن سے غذا کا حصول ہوتا ہے مگر یہ پانی ان کی نشو و نما کے لئے لازمی ہے اسی طرح مقصود بالذات زندگی تو آخرت ہی کی ہے۔ مگر دنیاوی زندگی اس کے بہتر ثمرات کے نشو و نما کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے جس طرح پودا اور پانی لازم ملزوم ہیں، اسی طرح دنیاوی اور اُخروی زندگی لازم ملزوم ہیں۔ قرآنِ حکیم کا ہماری زندگی کے ساتھ تعلق یہ ہے کہ قرآنِ حکیم نے ہماری ذہنی فکری اور عملی، اجتماعی اور انفرادی زندگی کا ایک کامل ترین نظریہ پیش کیا ہے۔ اور اس میں ہماری ہر موڑ پر راہ نمائی بھی فرمائی ہے۔

قاضی ظہور الحسین اظہر

انسان جسم اور روح سے مرکب ہے۔ جسم کی بقاء کے لئے خدا نے یہ ساری کائنات کا نظام بنایا — اور روح کے لئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا تاکہ انسان نہ جسمانی طور پر تباہی کا شکار ہو نہ روحانی طور پر گمراہی سے دو چار ہو۔ انسان کی دنیاوی اور اخروی زندگی کی کامیابی کے لئے قرآن حکیم آخری اور فیصلہ کن کتاب ہے۔ جس کے بارہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ اقدس ہے کہ قرآن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بعض اقوام کو عظمت و رفعت عطا کرتا ہے اور بعض کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ یہی قرآن ہے جس پر قرنِ اولیٰ کے مسلمانوں نے عمل کیا تو ساری دنیا ان کی قدم بوسی کے لئے حاضر تھی اور یہی قرآن ہے جسے چھوڑ کر ہم آج دنیا میں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ یہی قرآن ہے جو آج چلا چلا کر کہہ رہا ہے کہ اے مسلمانو! مجھے چھوڑ کر کدھر جا رہے ہو، یاد رکھو میرے سوا کوئی آئین تمہاری عظمتِ رفتہ کو واپس نہیں لا سکتا۔ مگر ہماری کیا حالت ہے؟ ہماری عملی زندگی میں سینما غالب ہے نماز مغلوب ہے، سیاسی کنونشنیں غالب ہیں اور حج مغلوب ہے، ٹیکس غالب ہیں اور زکوٰۃ مغلوب ہے، دنیاوی نظام ہائے مملکت غالب ہیں اور قرآن مغلوب ہے، ملکی قوانین سے بغاوت کرنے والوں کے لئے تختۂ دار ہے اور دین اسلام سے کھلم کھلا بغاوت کرنے والوں کے لئے سرکاری مراعات ہیں۔ اس کے باوجود ہماری زبان پہ اسلام کا نام ہے — جب تک ہم قول و عمل کے اس تضاد اور کھلی منافقت کو چھوڑ کر اپنی زندگی کے ہر پہلو اور شعبہ کو قرآن کے مطابق نہیں بناتے۔ ذلت اور رسوائی کے ان عمیق ترین گڑھوں سے ہمارا نکلنا ناممکن ہے۔

مولانا منظور احمد شاہ

قرآن حکیم واضح طور پر زندگی بسر کرنے میں ہماری راہ نمائی کرتا ہے مگر ہمارے دل اس وقت بالکل سیاہ ہو چکے ہیں جس کی وجہ سے ہم قرآنِ حکیم کی واضح ہدایات کو بھی

اولاد کے حقوق

اولاد کے جس حق میں عام طور پر کوتاہی ہوتی ہے وہ ان کی روحانی زندگی کا انتظام ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو دین کی تعلیم دیں اور ان کی تربیت کریں تاکہ وہ زندگی اس طرح گذاریں کہ کل قیامت کے دن انہیں اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے دوزخ کا ایندھن نہ بننا پڑے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ۝ (التحریم آیت ۶)

اے مسلمانو! اپنے آپ کو اور اپنی آل اولاد کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

جس کسی کو ذرا بھی یہ یقین ہو کہ قیامت آنے والی ہے۔ وہاں انسان سے نیکی اور بدی کا حساب لیا جائیگا۔ نیکوں کو جنت ملے گی اور اللہ کے نافرمانوں کو دوزخ میں جلنا پڑے گا۔ وہ کیسے برداشت کر سکتا ہے کہ اس کے جگر کے ٹکڑے، اس کے پیارے بچے اس دن جہنم میں جھونک دئیے جائیں، کون ماں باپ ایسے ہوں گے جو کسی آنے والی مصیبت سے اپنی اولاد کو بچانے کی پوری کوشش نہ کریں۔ مصیبت تو کیا صرف مصیبت کے خیال سے لوگ اپنی اولاد کو اس سے بچانے کے لئے ہر طرح کے جتن کرتے ہیں اسی لئے ایک مومن جو یہ جانتا ہے کہ اللہ کی نافرمانی کا آخری نتیجہ کیا ہوتا ہے، پوری کوشش کرتا ہے کہ اس کی اولاد اللہ کی نافرمان بن کر نہ اٹھے، وہ اس خیال سے کانپ جاتا ہے کہ آج جو بچے اسے اپنی جان سے زیادہ پیارے ہیں وہ کل اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ میں بھونے جائیں۔ پھر اتنا ہی نہیں بلکہ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اگر اس نے اولاد کے اس حق کو ٹھیک ٹھیک ادا نہ کیا اور اس کی اولاد اس کی غفلت کی وجہ سے اللہ کے عذاب کے مستحق ہو گئی تو خود اسے اس کوتاہی کا جواب دینا ہو گا۔ اولاد اللہ تعالےٰ کی امانت ہے جو آپ کے لئے امتحان اور آزمائش ہے۔ قیامت میں آپ کو اللہ تعالےٰ کے سامنے جواب دینا ہوگا کہ آپ نے اس امانت کا حق کس طرح ادا کیا۔ اس کی جو مخلوق آپ کی نگرانی میں دی گئی تھی، آپ نے اسے اس کا بندہ بنانے کی کوشش کہاں تک کی؟ اگر وہ آپ کی بے پروائی سے یا آپ کی غلط تعلیم سے گمراہ ہو گئی اللہ کو بھول گئی اور اس کے دین کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر لگ گئی۔ تو دو جہان تک آپ کی ذمہ داری کا تعلق ہے۔ آپ کو اس کوتاہی کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا اور اس کے بگاڑ سے دنیا میں جتنا بگاڑ بھی پھیلے گا اس میں آپ حصے دار ہوں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"باپ کی طرف سے اولاد کے لئے اس سے بہتر کوئی عطیہ نہیں کہ وہ اس کی اچھی تربیت کرے۔"

سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اگر ہمارے دلوں میں ایمان ہوتا اور ہمارے ضمیر زندہ ہوتے تو اسلامی حکومت کے نام پر حاصل کئے ہوئے اس ملک میں قرآن حکیم کے کھلم کھلا خلاف قوانین نافذ کرنے کی جرأت کسی کو نہ ہوتی۔ اگر آج مسلمان غیر ترقی یافتہ ہیں تو قصور قرآن کا نہیں بلکہ خود مسلمانوں کا ہے۔

حافظ عبدالمتین زاہد

قرآن کریم کا ہماری عملی زندگی سے کیا تعلق ہے؟ اس سوال کا جواب دینے سے پیشتر یہ بات جاننا ضروری ہے کہ قرآن حکیم اور ہماری زندگی کی انفرادی طور پر حقیقت کیا ہے۔ اور پھر ان دونوں کے حقائق کے درمیان تعلق کس نوعیت کا ہے اگر ان دونوں کے حقائق لازم ملزوم ہیں تو قرآن حکیم ہماری زندگی کے لئے ضروری ہے اور اگر ان کے حقائق میں تفارق ہے تو قرآن حکیم ہماری زندگی سے متعلق نہیں ہو سکتا تو اس پہلے سوال کا جواب دینے سے قبل ان دونوں کے حقائق کا انفرادی طور پر جائزہ لینا ضروری ہے ——

جہاں تک انسانی زندگی کی حقیقت کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں آج تک جتنی باتیں کہی گئی ہیں کہ یہ ساری کائنات کے کمالات کا مجموعہ ہے۔ جمادات، نباتات اور حیوانات کے تمامتر کمالات کو نچوڑ کر انسان کی تشکیل کی گئی، جمادات کے کمالات جمع ہو کر نباتات میں آئے، نباتات کے کمالات مختلف شکلوں میں حیوانات میں جمع ہو گئے اور حیوانات نے انسان کی غذا بن کر اس کی تشکیل کا سامان فراہم کر دیا تو انسان جمادات، نباتات اور حیوانات کے اوصاف و کمالات کا مجموعہ ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اسے ایک ایسی وصف سے متصف کیا گیا جو اسے دوسری تمام مخلوقات سے ممتاز کر دیتی ہے۔ قرآن مقدس نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کا جو نسلِ انسانی کا محور و مرکز ہیں۔ خداوندِ قدوس و غنی نے فرشتوں سے تقابل کرایا تو اسی وصف کی بدولت حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں سے بازی لے گئے۔ اب یہ وصف کیا ہے؟ قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے وعلّم اٰدم الاسماء کلّھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو اشیاء کے نام سکھائے۔ "ثم عرضھم علی الملٰئکۃ" پھر ان اشیاء کو ملائکہ پر پیش کیا اور کہا کہ ان چیزوں کے نام بتاؤ — فرشتے اشیاء کے ناموں کو ان کے نفوس پر تطبیق دینے سے عاجز آ گئے اور اقرار کر لیا کہ ہمیں تو جو علم دیا گیا ہے صرف وہی جانتے ہیں۔ ہمارا علم جامد ہے اس سے استخراج و استنباط کرنے کی ہم میں استطاعت نہیں۔ اس کے برعکس آدم علیہ السلام نے جب اشیاء کے نفوس کو دیکھا تو وہ اپنی اس وصف یعنی عقلِ سلیم کی بدولت محض اسماء کو سامنے رکھ کر اشیاء کے نفوس کو پہچاننے میں کامیاب ہو گئے۔ اور معلومات کو ترتیب دے کر مجہولات کا تصوّر حاصل کر لیا اور فوراً ان اشیاء کے نام بتا کر اس امتحان میں کامیاب ہو گئے۔ یہ تو ہے انسانی زندگی کی حقیقت —— اب قرآن حکیم کی طرف آیئے قرآن کی حقیقت کیا ہے؟ تو اس کا سادہ سا جواب یہ ہے۔ کہ قرآن اس دنیا میں جہالت اور گمراہی کو دور کرنے کے لئے آیا ہے۔ جہالت کے مقابلہ میں علم ہے اور گمراہی کے مقابلہ میں ہدایت ہے۔ تو قرآن حکیم کی بنیاد علمِ صحیح ہے۔ اب علمِ صحیح اور عقلِ سلیم کے درمیان کیا تعلق ہے؟ اس سوال کا جواب دینے کے لئے ہمیں پھر اسی واقعہ کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ جس واقعہ کے پیشِ نظر ہم نے عقلِ سلیم کو انسان کی ایک حقیقت قرار دیا تھا — عقلِ سلیم کو وہاں آدم علیہ السلام نے کس طرح استعمال کیا اور عقلِ سلیم نے کیا خدمت انجام دی؟ غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اشیاء کے اسماء کا جو علم خداوند قدوس و غنی کی طرف سے دیا گیا تھا وہ علمِ صحیح کی پہلی کڑی تھی جو حضرت خداوند جل مجدہٗ کی طرف سے انسان کو دیا جانے والا تھا آدم علیہ السلام نے اس علمِ صحیح کو بنیاد بنا کر عقلِ سلیم کی روشنی میں اشیاء کے نفوس کا علم حاصل کر لیا جو ان کے لئے مجہول تھا تو عقلِ سلیم کا کام ہے معلومات سے مجہولات کا استخراج و استنباط کرنا۔ اس صورت میں ان کے درمیان رابطہ تلازم کا ہو گا۔ کیونکہ بنیاد علمِ صحیح ہے اگر یہ نہ ہو تو عقلِ سلیم کا کوئی مصرف نہیں رہتا — کیونکہ جب معلومات ہی نہ ہوں گے تو مجہولات کا تصور کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے اور عقلِ سلیم علم کے لئے ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر علم جامد ہو کر رہ جاتا ہے اور انسان کے علم میں اور فرشتوں کے علم میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ جو ہر حال میں ضروری ہے جب یہ دونوں آپس میں لازم ملزوم ہیں تو اس کا لازمی اور ضروری نتیجہ یہ ہے کہ انسان اور قرآن آپس میں لازم ملزوم ہیں۔

اسلام نے عقل کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے اور قرآن ہی وہ واحد کتاب ہے جس میں عقل کے صحیح مقام کی وضاحت موجود ہے لیکن قرآن کو بنیاد بنا کر ہی انسان زندگی کو کامیاب بنا سکتا ہے قرآن کو چھوڑ کر عقل خواہ کتنی ہی ترقی کر جائے وہ بہر حال ضلالت اور گمراہی ہو گی، ہدایت نہیں ہو سکتی۔

تو قرآن کا تعلق ہماری زندگی سے صرف راہ نما کا ہی نہیں بلکہ وہ ہمارے ہر شعبۂ زندگی کے لئے لازم کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کے بغیر ہم باقی کائنات سے ہمارا امتیاز کرنے والے وصفِ ممتاز کو برقرار نہیں رکھ سکتے۔ اور وصفِ امتیازی کو گم کر کے ہم ذہنی اور فکری موت کا شکار ہیں — اس موت کی وادی سے نکلنے کا راستہ صرف قرآن حکیم کی واضح اور محکم آیات اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اسوۂ حسنہ ہی میں مل سکتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

عورتوں کا صفحہ

غم گسار نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(مولانا عاشق الٰہی)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی ہیں۔ جب تک وہ زندہ رہیں، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور کسی عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔ اور حضرت ابراہیمؓ کے علاوہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد ان ہی سے تولد ہوئی۔ اُن کے والد کا نام خویلد دادا کا نام اسد۔ والدہ کا نام فاطمہ اور نانی کا نام زائدہ تھا نسبتاً قریشیہ تھیں مکہ والے ان کو طاہرہ کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ چالیس سال کی عمر میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا۔ اس وقت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۲۵ سال تھی۔ (استیعاب وغیرہ)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یکے بعد دیگرے دو شوہروں سے نکاح کیا اور ہر ایک سے اولاد بھی ہوئی تھی۔ ایک کو ابوہالہ اور دوسرے کو عتیق بن عائذ کہتے تھے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ منقبت حاصل ہے کہ وہ سب سے پہلے مسلمان ہوئیں۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام تمام انسانوں سے پہلے صرف انہوں نے قبول کی۔ ان سے پہلے کسی مرد یا عورت یا بچے نے اسلام قبول نہیں کیا۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

وہ مجھ پر ایمان لائیں جب لوگ میری رسالت کے منکر تھے۔ اور انہوں نے میری تصدیق کی جب سب لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور اپنے مال سے محروم رکھا۔ ان سے مجھے اللہ نے ...... اولاد نصیب فرمائی۔ جب دوسری عورتیں مجھ سے نکاح نہ کرنا چاہتی تھی

علامہ ابن عبدالبرؒ نے الاستیعاب میں حضرت عروہؓ کا قول نقل کیا ہے کہ سب مردوں اور عورتوں سے قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کیا۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیونکر ہوا

جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یکے بعد دیگرے دونوں شوہر فوت ہوگئے اور ان کی شرافت اور مالداری کی وجہ سے مکہ کا ہر شریف اس کا متمنی ہوا کہ حضرت خدیجہ سے عقد کرے۔ لیکن ہونا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اشرف الخلائق صلی اللہ علیہ وسلم کے پُر فلاح میں آنا نصیب ہوا اور ام المومنین کے مکرم لقب سے نوازی گئیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کا سن جب ۲۵ کو پہنچا تو آپؐ کے چچا ابوطالب نے کہا کہ میں مال والا آدمی نہیں ہوں جو تم کو مال دے کر تجارت کراؤں اور یہ وقت ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے کا نہیں کچھ کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ دن سختی سے گزر رہے ہیں لہٰذا تم یہ کرو کہ جس طرح تمہاری قوم کے اور لوگ خدیجہ کا مال شام لے جاکر فروخت کرتے ہیں اور اس میں سے نفع کماتے ہیں اس طرح تم بھی ان کا مال شام لے جاکر فروخت کر کے نفع حاصل کرو۔

جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کی خبر لگی کہ محمد بن عبداللہ الامین کو اُن کے چچا میرا مال شام لے جاکر فروخت کرنے کو کہہ رہے ہیں، تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت اور ایمانداری اور معاملے کی راست بازی کی وجہ سے خود ہی آپؐ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ آپ میرا مال شام لے جائیں دوسروں کو جو نفع دیتی ہوں آپ کو اس سے دُوگنا دوں گی۔ چنانچہ آپؐ نے منظور فرمایا اور اسباب تجارت لے کر شام روانہ ہوگئے۔ حضرت خدیجہ نے آپؐ کے ساتھ اپنا غلام میسرہ نامی بھی کر دیا تھا۔ آپؐ نے نہایت دانشمندی سے حضرت خدیجہ کے مال کی تجارت کی جس کی وجہ سے ان کو گزشتہ سالوں کی تجارت سے بہت زیادہ منافع ہوا۔

راستے میں میسرہ نے آپؐ کی بہت باتیں ایسی دیکھیں جو عام آدمیوں کی نہیں ہوتیں جن کو عربی میں خوارق العادت کہتے ہیں۔ اور یہ بات بھی پیش آئی کہ جب آپؐ نے شام کے سفر میں ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا تو وہاں ایک راہب بھی موجود تھا اس نے میسرہ سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ میسرہ نے کہا کہ یہ مکہ کے باشندہ قریش کے ایک جوان ہیں راہب نے کہا یہ نبی ہوں گے جس کی وجہ یہ تھی کہ اس راہب نے آپؐ کے اندر نبی آخر الزمان کی وہ علامتیں دیکھ لی تھیں۔ جو پہلی کتابوں میں لکھی تھیں۔

شام سے واپس ہو کر جب آپؐ مکہ میں داخل ہو رہے تھے۔ تو دوپہر کا وقت تھا۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ اپنے بالاخانے پر بیٹھی ہوئی تھیں ان کی نظر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو دیکھا کہ دو فرشتے آپؐ پر سایہ کئے ہوئے ہیں اس کے علاوہ انہوں نے اپنے غلام میسرہ سے بھی (اسی قسم کے) عجیب عجیب حالات سنے اور راہب کا یہ کہنا بھی میسرہ نے سنا دیا کہ یہ نبی آخر الزماں ہوں گے۔ لہٰذا حضرت خدیجہؓ نے خود ہی نکاح کا پیغام آپؐ کی خدمت میں بھیج دیا۔

یعلی بن امیہ کی بہن نفیسہ نامی پیغام لے کر گئیں۔ چنانچہ آپؐ نے منظور فرمایا اور آپؐ کے چچا حضرت حمزہؓ اور ابوطالب سب ہی نے بخوشی اس کو پسند کیا

نکاح کے لئے حضرت حمزہ اور ابوطالب اور خاندان کے دیگر اکابر

حضرت خدیجہؓ کے مکان پر آئے اور نکاح ہوا۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ کے والد زندہ نہ تھے۔ وہ پہلے ہی وفات پاچکے تھے۔ ہاں اس نکاح میں ان کے چچا عمرو بن اسد شریک تھے اور ان کے علاوہ حضرت خدیجہؓ نے اپنے خاندان کے دیگر اکابر کو بھی بلایا تھا۔ عمرو بن اسد کے مشورہ سے ۵۰۰ درہم مہر مقرر ہوا۔ اور حضرت خدیجہؓ ام المومنین کے مشرف خطاب سے ممتاز ہوئیں۔ (از اصابہ، مجمع البحار وغیرہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں مکہ والوں کی عورتیں ایک خوشی کے موقع پر جمع ہوئیں۔ ان میں حضرت خدیجہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی موجود تھیں، اچانک وہیں ایک شخص ظاہر ہوگیا جس نے بلند آواز سے کہا کہ اے مکہ کی عورتو! تمہارے شہر میں ایک نبی ہوگا جسے احمد کہیں گے۔ تم میں جو عورت اُن سے نکاح کر سکے ضرور کر لیوے۔ یہ بات سُن کر دوسری عورتوں نے بھلاوے میں ڈال دی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گرہ باندھ لی اور اس پر عمل کر کے کامیاب ہو کر رہیں (الاصابہ)

اسلام کے فروغ میں حضرت خدیجہؓ کا حصہ وافرہ

کہنے کو تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورت تھیں۔ مگر ان کے کارنامے ایسے عظیم الشان ہیں کہ مردوں کے لیے بھی قابل رشک ہیں۔ اسلام کے فروغ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بہت بڑا حصہ ہے۔ نبوت سے پہلے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تنہائی میں عبادت کرنے کے لئے غار حرا میں تشریف لے جایا کرتے تھے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپؐ کے لیے کھانے پینے کا سامان تیار کر کے دیا کرتی تھیں۔ آپؐ حرا میں کئی کئی رات رہتے تھے جب خورد و نوش کا سامان ختم ہو جاتا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تھے ایک دن حسب معمول غار حرا میں آپؐ مشغول عبادت الٰہی تھے کہ فرشتہ بصورت انسان آپؐ کے پاس آیا۔ اور اس نے پڑھنے کو کہا آپؐ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں فرشتہ نے آپ کو پکڑ کر اپنے سے چمٹا کر خوب زور سے دبا کر چھوڑ دیا اور پھر پڑھنے کو کہا۔ آپؐ نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں فرشتہ نے دوبارہ آپؐ کو اپنے سے چمٹایا اور زور سے دبا کر چھوڑ کر پھر پڑھنے کو کہا۔ آپؐ نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتے نے تیسری بار آپؐ کو پکڑ کر اپنے سے چمٹایا اور خوب زور سے دبا کر چھوڑ دیا اور یوں کہا:۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ

یہ آیات سن کر آپؐ نے یاد فرمالیں اور ڈرتے ہوئے گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:۔ زملونی زملونی (مجھے چادر اڑاؤ) (مجھے چادر اڑاؤ) انہوں نے آپؐ کو کپڑا اڑھا دیا اور کچھ دیر کے بعد خوف کی وہ طبعی کیفیت جاتی رہی جس کی وجہ سے گھبراہٹ سی آگئی تھی لیکن عقلی طور پر خوف باقی رہا۔ جس کی وجہ سے آپؐ نے اپنی غم خوار بیوی کو سارا قصہ سنا کر فرمایا:۔

لقد خشیت علی نفسی۔ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔

عورتیں کچی طبیعت کی ہوتی ہیں اور مرد کو گھبرایا ہوا دیکھ کر خود اس سے زیادہ سراسیمہ ہو جاتی ہیں۔ لیکن حضرت ...... خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس موقع پر ذرا نہ گھبرائیں اور خوب جم کر مضبوطی کے ساتھ عرض کیا۔

خدا کی قسم ہرگز نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ تمہاری جان کو مصیبت میں ڈال کر تم کو ذلیل کرے۔ تمہاری صفات بڑی اچھی ہیں ایسی صفات والا ذلیل نہیں کیا جاتا ہے۔ تم صلہ رحمی کرتے ہو اور مہمان نوازی تمہاری خاص صفت ہے بے بس اور بےکس آدمی کا خرچ برداشت کرتے ہو اور عاجز اور محتاج کو تلاش کر کے اس کی مدد کرتے ہو اور مصائب کے وقت حق کی مدد کرتے ہو۔

اس کے بعد وہ آپؐ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور ان سے کہا اے بھائی! سنو! یہ کیا کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے پوری کیفیت بیان کی تو وہ بے ساختہ بول اُٹھے "یہ تو وہی رازدار فرشتہ ہے جسے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ کاش! میں اُس وقت جوان ہوتا جب آپ کی دعوت دین کا ظہور ہوگا، اے کاش! میں اُس وقت تک زندہ رہتا جب کہ آپ کی قوم آپ کو جلا وطن کر دے گی"۔ (بخاری شریف)

بقیہ ـــــ زبان کی حفاظت

بدترین وہ لوگ ہوں گے۔ جن کو لوگ ان کی بُرائی سے ڈر کر چھوڑ دیں۔

آئیے ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ ہم اپنی زبان کی حفاظت کس قدر کرتے ہیں۔ اور ہماری زبان کے غلط استعمال سے معاشرہ کس طرح تباہ ہو رہا ہے؟ اپنے پچھلی کوتاہیوں کی رب غفور الرحیم سے معافی طلب کریں اور اس کی بارگاہ میں دعا کریں۔ کہ اے الہ العالمین۔ ہماری زبان سے صرف وہ لفظ نکلے جو تیری رضا کے لئے ہو۔ اور ہم فقط وہ کام کریں۔ جس سے تو اور تیرا حبیب راضی ہوں۔ آمین

بقیہ: راہِ ہدیٰ

بھیجتے ہیں۔

جانوروں پر شفقت و رحمت

عام انسانوں کے بعد اسلام دوسری مخلوق پر شفقت و رحمت کی تعلیم دیتا ہے اور اس قسم کی روایات احادیث میں موجود ہیں کہ ایک عورت محض کتے کو پانی پلانے کے بدلے جنت کی مستحق ہو گئی اور دوسری بلی کو بھوکا مارنے سے دوزخ کا ایندھن بن گئی۔ اس طرح جانوروں کو ذبح کرنے سے پہلے چارہ ڈالنے اور پانی پلانے کا حکم دیا گیا ہے، دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنے اور کند چھری استعمال کرنے کی ممانعت بھی شفقت و رحمت علی المخلوق کی مثالیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مخلوق پر شفقت و رحمت اور آپس میں محبت رکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین!

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درسِ قرآن

منعقدہ ۲۹ جنوری ۱۹۶۷ء

مرتبہ
محمد عثمان غنی
بی اے

(۷)

توکّل شاہ گذرے ہیں انبالے میں (رحمۃ اللہ علیہ) حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ انبالہ ویسے گئے تھے اپنے تبلیغی دورے پر، تو ان سے بھی ملاقات کی، نیک تھے، اللہ کے بندے تھے، آپ ان سے ملے۔ توکّل شاہ نے کہا۔ حضرت جی! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں کبھی کبھی جب اللہ کا ذکر کرتا ہوں تو میرا تھوک بھی میٹھا ہو جاتا ہے ۔۔۔ تو اللہ کے نام میں برکت کیوں نہیں ہے؟ کون کہتا ہے؟ اللہ اللہ کرتے کرتے ایک وقت آتا ہے جب انسان زبان سے اللہ اللہ کرتا ہے۔ کچھ نہ کچھ اس میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر وہ عمل کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

میرے بزرگو، میرے بھائیو! میں یہ درخواست کرتا ہوں۔ یاد رکھئے تصوّف کی طرف جب تک نہیں آئیں گے، سلوک کی طرف، ہم نہیں آئیں گے۔ جب تک ہمارے قدموں میں وہ قوّت نہیں پیدا ہوگی کہ ہم نوافل کی نماز اپنائیں اس وقت تک ہم فرض نہیں پڑھ سکتے۔ اس لئے شیطان پہلے نوافل پر حملہ کرتا ہے۔

تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی صبح سورج نکلنے کے بعد اشراق کی نماز پڑھ لے۔ پھر آتی ہے چاشت کی نماز (جسے صلوٰۃ الضحٰی کہتے ہیں) پھر اس کے بعد نمازِ زوال کی دو رکعت وہ پڑھ لے ظہر سے پہلے۔ پھر جناب عصر سے پہلے چار رکعت سنّت نفل پڑھ لے، پھر شام کی نماز کے بعد چھ رکعتیں صلوٰۃ اوّابین پڑھ لے، پھر عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھ لے۔ دیکھئے کتنی مرتبہ خدا کے سامنے سربسجود ہو گیا؟ اور پھر سحری کو تہجد کی نماز پڑھ لے۔ تو اس نے سارے اوقات کو رب العالمین کے سامنے سجدہ کرنے میں محفوظ کر لیا۔ اب عذاب کہاں سے آئے گا؟ سجدہ تو قربِ رب کی دلیل ہے۔ جب سجدہ کیا اللہ کے قریب ہو گیا ۔۔۔ قرآن شریف میں آتا ہے۔ میں وہ آیت نہیں پڑھتا چونکہ سجدۂ تلاوت کی آیت ہے ۔۔۔ قرآن شریف میں فرمایا کہ تم میرا قرب چاہتے ہو تو سجدہ کرتے رہو۔ جب بندہ اللہ کے قریب ہو گیا بھائی تو پھر عذاب کہاں سے آئے گا؟ جب بندہ اللہ کے قریب ہو گیا تو اللہ کی رحمتوں کے قریب ہو گیا۔

تو اس لئے یہاں پر فرمایا کہ دیکھ لو بہت سی اُمتیں ایسی ہیں، بہت سی بستیاں ایسی ہیں جن پر میرا عذاب آیا۔ اور وہ عذاب کب آیا؟ بَيَاتًا۔ جب کہ وہ رات کو سوئی ہوئی تھیں۔ اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ یا وہ دوپہر کو سونے والے تھے۔

پھر کیا ہوا؟ جب عذاب آیا تو کیا انہوں نے اپنا ڈیفنس اور دفاع کر لیا؟ فرمایا۔ نہیں نہیں ۔۔۔ میرے عذاب کو کون سنبھال سکتا ہے؟ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ۔ پس ان کا صرف یہی نعرہ تھا، یہی ایک پکار تھی۔ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ۔ جب ان کے پاس میرا عذاب پہنچ گیا اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا۔ کہ انہوں نے زبان سے یہ کہہ دیا۔ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ بیشک ہم ہی ظالم تھے۔ اللہ! تیرا کوئی قصور نہیں، ہم ہی گنہگار تھے، خطاکار تھے، لیکن جب عذاب سامنے آ جائے اس وقت کا اعترافِ جرم اللہ کو پسند نہیں ہے۔ قرآن شریف میں تصریح موجود ہے۔ عذاب آنے سے پہلے، عذاب کا منظر دیکھنے سے پہلے، موت کا منظر دیکھنے سے پہلے اگر ایک انسان توبہ کر لے کفر سے، اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ جائے، نادم ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول کر لیتے ہیں۔ لیکن ابھی موت کا منظر سامنے آیا، اس نے دیکھا تو بے بس ہو گیا۔ پھر کہتا ہے کہ میں ایمان لاتا ہوں۔ ایسے وقت میں ایمان قابلِ قبول نہیں ہے۔ قرآن مجید میں موجود ہے فرعون کا واقعہ کہ جب فرعون زندگی میں ساری عمر یہ کہتا رہا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى میں تم سب کا اونچا رب ہوں۔ (نعوذ باللہ من ذالک) لیکن جب غرق ہونے لگا بحیرہ قلزم میں تو کیا کہا۔ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ ط میں اس خدا کو مانتا ہوں جو بنی اسرائیل کا خدا ہے۔ رب العالمین نے جواب میں فرمایا۔ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ اب ایمان لاتے ہو، پہلے تم کہاں تھے؟ ہم تیرے ایمان کو قبول نہیں کرتے۔ اب تو بالکل بے بس ہو چکا ہے۔ تو میرا مقابلہ اب کیا کر سکتا ہے ۔۔۔؟ میری دی ہوئی قوتوں کو میرے خلاف استعمال کیا۔ اب تیرے لئے کوئی راہِ نجات نہیں۔ تیرے لئے کوئی مہلت نہیں۔

قرآن شریف میں آتا ہے کہ جو لوگ زندگی بھر اللہ تعالیٰ کے نافرمان رہے، موت کے وقت اگر وہ چاہیں گے بھی، لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ اُن سے مرنے کے بعد عذاب میں تخفیف نہ ہوگی۔ یہ جو عذابوں کی تخفیف آتی ہے کہ جمعے کے دن قبر میں عذاب کی تخفیف ہوتی ہے، رمضان میں تخفیف ہوتی ہے، یا کوئی دعا کرتا ہے، میّت کو فائدہ پہنچ جاتا ہے، یہ وہی لوگ ہیں جن کا خاتمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر ہوا (اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی ایسا خاتمہ نصیب فرمائے جو مر چکے ہیں اللہ اُن کو جنت نصیب فرمائے) اور موت سے پہلے کچھ مہلت مل جاتی ہے اُن لوگوں کو جن لوگوں کے دلوں میں ایمان تھا، جو زندگی میں کچھ نہ کچھ نیکی

کر چکے تھے ۔ موت سے پہلے ان کو کچھ مہلت مل جاتی ہے لیکن ایسے لوگوں کو جو ساری زندگی خدا کے نافرمان رہے لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝ ان سے نہ تو مرنے کے بعد عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ ہی موت کے وقت ان کو مہلت دی جائے گی کہ وہ اللہ کے حضور توبہ کر سکیں ۔ (باقی آئندہ)

بقیہ حضرت آدم علیہ السلام

لئے اور تیرے لئے جہنم کی سزا ہوئی پوری پوری سزا ۔" ان میں سے جس کسی کو تو اپنی صدائیں سنا کر بہکا سکتا ہے بہکانے کی کوشش کرنے ، اپنے لشکر کے سواروں اور پیادوں سے حملہ کر ، ان کے مال اور اولاد میں شریک ہو جا ۔ ان سے (طرح طرح کی باتوں کے) وعدے کر ، اور شیطان کے وعدے تو اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ سرتا سر دھوکا ۔" "جو میرے (سچے) بندے ہیں اُن پر تو قابو پانے والا نہیں ۔ تیرا پروردگار کارسازی کے لئے بس کرتا ہے ۔

قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ۝

(سورۃ ص ۔ آیت ۷۵ تا ۸۵)

ترجمہ : فرمایا اے ابلیس ! کس چیز نے روک دیا تجھ کو کہ سجدہ کرے اس کو جس کو میں نے بنایا اپنی (قدرت کے) ہاتھوں سے ۔ یہ تو نے غرور کیا یا تو بڑا تھا درجہ میں ۔؟ بولا "میں بہتر ہوں اس سے ۔ مجھ کو بنایا تُو نے آگ سے اور اس کو بنایا مٹی سے ۔" فرمایا " تو تُو نکل یہاں سے کہ تُو مردود ہوا اور تجھ پر میری پھٹکار ہے اس جزا کے دن تک ۔" بولا " اے رب ! مجھ کو ڈھیل دے جس دن تک مُردے جی اٹھیں ۔" فرمایا " تو تجھ کو ڈھیل ہے اسی وقت کے دن تک جو معلوم ہے ۔" بولا " تو قسم ہے تیری عزت کی میں گمراہ کروں گا اُن سب کو مگر جو بندے ہیں تیرے اُن میں چُنے ہوئے ۔" فرمایا " تو ٹھیک بات یہ ہے اور میں ٹھیک ہی کہتا ہوں ۔ مجھ کو بھرنا ہے دوزخ تجھ سے اور جو ان میں تیری راہ چلے اُن سب سے ۔ (باقی آئندہ)

مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور (گزشتہ سے پیوستہ)

ایک نیا بل

غلطی کا منشا

ان صاحبوں کو غلطی یہاں سے لگی ہے ۔ کہ آیت کے لفظ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ کو عام قرار دے لیا مگر قرآن شریف پر غور کرنے سے یہ غلطی رفع ہو سکتی ہے اسطرح

۱ ۔ اوپر سے آیت لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ترکہ و میراث کا بیان شروع ہوا ہے ۔ اور اب ان مذکورہ لفظوں کے بعد فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ج ہے پھر ایک لڑکی پھر ماں باپ کا پھر میاں بیوی کا پھر اخیافی یعنی ماں شریک بہن بھائیوں کا حصہ یہاں ہے ۔ اس لئے یہ مسئلہ بھی ترکہ و میراث کا ہے عام نہیں اگلے پچھلے سے قطع کر لینا درست نہیں ہے ۔

۲ ۔ ان کُنَّ کی ضمیر لفظ اولادہی کی طرف ہے ۔ جس کا بیان يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ میں ہوا ہے ۔ انہی کے لئے ترکہ دو ثلث دو عورتوں لڑکیوں وغیرہ کو فرمایا ہے ۔ اگر وہ لفظ اولاد ترکہ والی نہ ہوتی تو اُن کی طرف یہ ضمیر نہ ہوتی یا یہ کہ مَا تَرَكَ نہ ہوتا یہ ضمیر اور ترک کا لفظ بتاتا ہے ۔ کہ ترکہ ملنے والی مراد ہے ۔

۳ ۔ یہ لفظ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ جیسے یہاں اولاد کے بارہ میں آیا ہے ۔ آخر سورہ میں جس کے اولاد نہ ہو کے بیان میں یہی ہے وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ بہن بھائیوں کے لئے آیا ہے وہاں إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ کے ساتھ ہے یعنی مرنے کے بعد کے حصوں میں ہے وہ بھی اس کی دلیل ہے ۔ یہ قاعدہ زندہ کا نہیں مرنے کے بعد کا ہے لہذا یہاں بھی یہی ہے ۔ جو اگلی پچھلی آیت کے موافق ہے

۴ ۔ یہ قاعدہ ترکہ و میراث میں بھی عام نہیں بعض جگہ نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف حکم باری ہے آیت وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ ماں شریک یعنی اخیافی کے لئے اگر ایک ہو بہن ہو یا بھائی چھٹا حصہ ہے ۔ بھائی کا بہن سے دوگنا نہیں ⅙ بہن کا ہے تو ⅙ ہی بھائی کا ہے اور اگر زیادہ ہوں تو وہ تہائی میں برابر کے شریک ہیں لہذا اگر ایک بھائی دو بہن ہوں گی ⅓ بھائی کو ⅓ ایک بہن کو ⅓ دوسری کو تہائی ترکہ میں سے ملے گا ۔ اسی طرح اگر اور زیادہ ہوں ۔ یہاں بھائی کا بہن سے دوگنا نہیں ہے برابر ہے ۔ اور بہن بھائی ہیں ہیں یہ قاعدہ اوپر خاص کا عرض تھا اگر عام قاعدہ قرار دیا جائے گا میراث کے اندر ہی عام قرار دیا جائے گا ۔ تو اس آیت کے خلاف ہو جائے گا ۔ صرف ماں باپ کے ترکہ اور باپ شریک بہن بھائیوں کے ترکہ میں ہے عام نہیں ہے ۔ یہ آیت اس کو واضح کر رہی ہے ۔ (باقی آئندہ)

تبلیغی جلسہ

مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن شکر گڑھ کے زیر اہتمام ۱۱ ستمبر ۶۷ء بروز سوموار مکی مسجد چوک بخاری میں ایک جلسہ منعقد ہو رہا ہے جس میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے صدر حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری خطاب فرمائیں گے ۔ (عبدالرحیم ناظم مدرسہ)

بقیہ :- صفحہ ۶ سے آگے

سے عربوں اور پاکستان کے موجودہ تعلقات متاثر ہو سکتے ہیں اور یہ وقت کا بہت بڑا المیہ ہوگا پاکستان کی موجودہ حکومت نے پرانی راہ سے ہٹ کر اور ایک واضح خارجہ پالیسی اختیار کر کے عربوں کے ساتھ سہروردی مرحوم کی حکومت کی بے وفائیوں کے اثرات کو زائل کر دیا ہے۔ اور اب پاکستان کے مفادات اور وقت کا تقاضا ہے۔ کہ سامراجی ایجنٹوں کو اپنے مخصوص مفادات پورا کرنے کی اجازت نہ دی جائے عرب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم ہیں۔ ہمارے اُن کے ساتھ صرف سیاسی اور اقتصادی مفادات ہی وابستہ نہیں بلکہ ان کے ساتھ ہمارا اعتقادات و جذبات کا ناقابل شکست روحانی رشتہ بھی ہے وہ شجاع اور بہادر قوم ہیں اُن کی پشت پر ایک درخشاں تاریخ ہے وہ مصمم ارادے کے ساتھ اسرائیل کے مقابلہ پر ڈٹے ہوئے ہیں وہ حق پر ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ بالآخر فتح ہمیشہ حق ہی کی ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ غیر متوقع دھوکہ فریب اور بے وفائی کے باعث عربوں کو عارضی طور پر نقصان اٹھانا پڑا لیکن واقفان حال کا کہنا ہے کہ عرب جس بے جگری سے لڑے ہیں اُس کی مثال نہیں ملتی اور اب جس انداز سے وہ اسرائیل اور مغربی سامراج کا مقابلہ کر رہے ہیں یہ انہی کا حصہ ہے۔ ان کے اس جذبۂ حریت اور یقین محکم کو دیکھ کر اندازہ یہی ہوتا ہے۔ کہ انشاء اللہ کامیابی عربوں کے قدم چومے گی ویسے بھی وقتی طور پر کسی لڑائی میں ناکامی یا کامیابی جنگ کا حتمی نتیجہ نہیں قرار پا سکتی۔ فاشی ہٹلر نے بڑی بڑی جنگیں جیتی تھیں۔ لیکن بالآخر وہ جنگ ہار گیا تھا۔ اسی طرح اگر عارضی طور پر اسرائیل کو کسی لڑائی میں کوئی کامیابی ہو گئی ہے تو یقین جانئے یہ عارضی ہے اور آخری فتح عربوں ہی کی ہوگی۔

مجاہدِ ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کا وضاحتی بیان

میری ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تقریر سے جماعت اسلامی کے حلقے سخت برافروختہ دکھائی دیتے ہیں جس میں کہ میں نے مودودی صاحب کی بابت یہ بات نقل کی تھی کہ انہوں نے کراچی میں علماء اسلام کے سامنے یہ کہا تھا کہ پاکستان کی آئندہ وزارت کے سلسلہ میں امریکہ مسٹر سہروردی سے بات کرے گا یا ہم سے۔

میری اس تقریر کو ۱۹۴۹ء کی تاریخوں میں الجھا کر مودودی جماعت کے ایک ملازم چوہدری رحمت الٰہی صاحب نے اپنے اخباری بیان میں نفس واقع ہی سے انکار کرنے کی کوشش کی ہے۔ سوال تاریخوں کی صحت اور عدم صحت کا نہیں۔ ممکن کے بیان میں رپورٹر یا میری سہو ہو سکتی ہے اصل مسئلہ اس حقیقت کا ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ پھر جب سوال صاحب واقع مودودی صاحب سے دریافت کیا جاتا ہے تو وہ ایک مدت سے مسلسل کیوں خاموشی اختیار کر رہے ہیں؟ اور جماعت کے دفتری ملازموں کو وضاحت کے لئے کیوں سامنے کر رہے ہیں؟

باقی رہا جماعت مودودی کا امریکی محکمہ جاسوسی (سی۔ آئی۔ اے) سے تعلق کے ثبوت کا مسئلہ، تو کیا ہمارے ملک کا کوئی بھی فرد بشر کسی جگہ سی آئی اے کا وجود ثابت کر سکتا ہے؟ اور اس محکمہ کے خفیہ انداز کار سے کسے مجال انکار ہے؟

مختلف ممالک کے انقلابات میں کیا اس محکمہ کی پُراسرار سرگرمیوں کو جھٹلایا جا سکتا ہے؟ جب انڈونیشیا، نائیجیریا، گھانا اور ایران میں ڈاکٹر مصدق کی حکومت کا تختہ الٹنے کی اور مصر میں انقلاب برپا کرنے کی سازشیں کی جاتی رہی ہیں تو کسی نے بھی سازش کے عینی شاہد طلب کئے تھے جو بعد میں چشم دید گواہ کی حیثیت سے اس بات کا اعتراف کریں کہ انقلاب واقعی سی آئی اے ہی نے برپا کیا ہے یا اس میں اس محکمہ کا سرمایہ صرف ہوا ہے؟

میرا کہنا یہ ہے کہ ۱۹۵۵ء میں جب حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلاف مودودی جماعت کی طرف سے استغاثہ دائر کیا گیا تھا تو اسکی پیروی کر کے حقیقت واضح ہونے تک کیوں نہ اسے جاری رکھا گیا؟ اور اب جبکہ اسی نوعیت کا الزام نیشنل عوامی پارٹی کے سیکرٹری نے عائد کیا ہے تو اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کر کے اپنی پوزیشن کیوں نہ صاف کی گئی؟ کیا پاکستان کے سابق وزیر داخلہ خان حبیب اللہ نے مودودی جماعت کے متعلق اسی نوعیت کی اتنی بڑی بات تحقیق و تجسس کے بغیر کہہ دی تھی؟ اس معاملہ میں دیگر ارباب حکومت کی خاموشی کیا اس بات کا بیّن ثبوت نہیں کہ ان کے پاس ٹھوس شواہد موجود تھے ——— مودودی جماعت کے دفتری ملازموں کو زبان کھولنے کی بجائے خود مودودی صاحب کو وضاحت مسئلہ کیلئے سامنے آنا چاہئے۔ اور عدالتی سطح پر اس مسئلہ کو پیش کرنے میں وہ اگر مصلحت مانع سمجھتے ہیں تو کیا وہ کسی غیر جانبدار کمیشن کے قیام کی تجویز قبول کرنے پر آمادہ ہونگے تاکہ اسکے سامنے مابہ النزاع مسئلہ کو پیش کر کے حقیقت سامنے لائی جا سکے؟

مرزا ناصر احمد کی پریس کانفرنس پر مولانا محمد علی جالندھری کا تبصرہ

ملتان۔ ۲۹ر اگست۔ مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا محمد علی جالندھری نے مرزائی رہنما مرزا ناصر احمد کی حالیہ پریس کانفرنس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ مرزا صاحب نے اتحاد بین المسلمین کی بات کی ہے اور یہ تجویز پیش کی ہے کہ سات سال تک مسلمانوں کے تمام فرقے ایک دوسرے کے خلاف پراپیگنڈہ نہ کریں۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ عام مسلمانوں اور ان کے فرقہ کے درمیان اختلافات کی نوعیت فروعی ہے۔ مولانا جالندھری نے کہا کہ مرزا صاحب کے فرقہ اور ہمارے درمیان اختلافات کی نوعیت سیاسی نہیں مذہبی ہے۔ اس لئے جب تک ختم نبوت کے بارے میں مرزا صاحب اور ان کے پیروکار اپنے نظریات تبدیل نہ کریں، اتحاد کا کوئی امکان نہیں ——— پھر اس اتحاد میں یہ بھی طے کرنا ہوگا کہ مرزا غلام احمد کا درجہ کیا ہوگا؟

مولانا جالندھری نے کہا کہ مرزا صاحب اور ان کے پیروکاروں سے عام مسلمانوں کے اختلافات شدید ہیں۔ آج کل مسلمان عربوں کی شکست کی وجہ سے اتحاد کے خواہاں ہیں مگر مرزا صاحب کی جانب سے اتحاد کی پیشکش ناقابل فہم ہے۔" انتہی　　(ماخوذ از روزنامہ کوہستان)

احمدیوں اور مسلمانوں کے عقائد مختلف ہیں

مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ کا بیان

ملتان ۲۹ر اگست (امروز کے سٹاف رپورٹر سے) مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ مولانا محمد علی جالندھری نے کہا ہے کہ تمام مسلمان ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس لئے احمدیہ فرقہ کے ساتھ مسلمانوں کے تعاون اور اس فرقہ کے ساتھ مل کر تبلیغ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انہوں نے آج اخباری نمائندوں کی کانفرنس میں مرزا ناصر احمد کے حالیہ بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ احمدیوں اور مسلمانوں کے درمیان اختلافات بنیادی ہیں اس لئے مرزا ناصر احمد کی اسلامی اتحاد کی اپیل گمراہ کن ہے۔ انہوں نے کہا جب احمدی افراد خود کو عقائد کی بناء پر مسلمانوں سے علیحدہ تصور کرتے ہیں تو ان سے کس طرح تعاون ہو سکتا ہے۔ مولانا محمد علی جالندھری نے کہا کہ مرزا ناصر احمد مسلمانوں اور احمدیوں کے درمیان فروعی اختلافات کا تاثر دے کر احمدی لیڈر کی وزارت میں شمولیت کے لئے راہ ہموار کرنا چاہتے ہیں۔ انتہی۔

بقیہ:- مجلس ذکر

ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خشوع وخضوع کرتے رہیں۔ ہر حال میں اللہ کا شکر بجا لاتے رہیں۔ دوست کی طرف سے ہمیشہ اچھی چیز ہی آتی ہے۔ اس لئے کبھی ناشکری و ناراضگی کا اظہار نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اچھی باتوں کی توفیق عطا فرمائے آمین

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے۔ کہ ایک دفعہ ان کے پاؤں میں جوتا نہیں تھا تو انہوں نے شکایتًا جملہ کہہ دیا۔ فورًا ہی کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک آدمی کی ٹانگیں نہیں ہیں اور وہ گھٹنوں کے ساتھ چل رہا ہے۔ فورًا سجدہ میں گر پڑے اور کہنے لگے کہ یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے پاؤں اور ٹانگیں تو نصیب کی ہیں۔

ایک دفعہ ایران کے ایک شخص فا احمد کا حال اخبار میں لکھا تھا۔ کہ وہ دونوں پاؤں اور دونوں ہاتھوں سے معذور ہے اس کے باوجود ایک لکڑی کا کارخانہ چلا رہا ہے۔ جس میں ۱۸، ۱۹ آدمی کرتے ہیں۔ اس کے بیوی بچے بھی ہیں اور وہ اپنی دو بہنوں کو بھی پال رہا ہے وہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی اور خوش ہے۔ وہ آدمی اب بھی زندہ ہے اس آدمی نے لکھا ہے۔ جب میرا کوئی بچہ گرنے لگتا ہے۔ تو چونکہ میں معذوری کی وجہ سے اس کی مدد تو کوئی کر نہیں سکتا اُس وقت میں اپنی بیوی کو آواز دیتا ہوں تو وہ بچے کو سنبھال لیتی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے میری آواز کو سلامت رکھا ہے۔ جس کے ذریعے میں آواز و گفتگو کر لیتا ہوں۔

وہ کہتا ہے کہ جب میری ایک ٹانگ کٹ گئی تو بھی میں نے اللہ کا شکر ادا کیا دوسری ٹانگ کے کٹنے پر اور اسی طرح دو ہاتھ کٹنے پر بھی میں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا رہا اور اب بھی شکر ادا کرتا ہوں۔

اس شخص کی خوش قسمتی اور اولوالعزمی کی انتہا ہے اس نے واقع کمال کر دکھایا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کے ساتھ راضی رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے آمین

بقیہ:- عمل اور اُس کی فضیلت

اور اب خدا کے فضل سے اپنے وطن کے چند چوٹی کے سرمایہ داروں میں سے ایک میں بھی ہوں!

وہ تو یہ کہہ کر چلا گیا، میں نے دیکھا وہ فقیر جسے میں نے ابھی روپیہ دیا تھا، اپنی جگہ پر چپ چاپ کھڑا سوچ رہا ہے، میں نے اس کی طرف زیادہ توجہ نہ کی اور اپنا راستہ لیا۔

بیس برس گزر گئے!

ایک مرتبہ ایک دور دراز شہر میں مجھے جانے کا اتفاق ہوا ایک روز کسی ضرورت سے ایک بڑی دوکان میں مَیں داخل ہوا جس کی مالیت لاکھوں روپیہ سے متجاوز ہوگی، مالک کی جگہ پر جو شخص بیٹھا تھا اُسے دیکھتے ہی خیال ہوا، اسے میں نے کہیں ضرور دیکھا ہے وہ بھی مجھے ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے سوچ رہا ہو میری اس کی شناسائی رہ چکی ہے، تھوڑی دیر میں ہم دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا اور جوش و خروش کے ساتھ ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے

آپ نے پہچانا یہ کون شخص تھا؟

وہی فقیر! جسے میں نے ایک دن روپیہ دیا تھا!
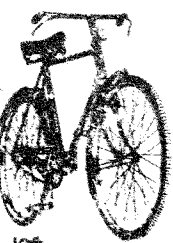
ہم دونوں میں گھل مل کر باتیں ہونے لگیں اور اس نے بتایا کہ کس طرح اُس مرد بزرگ کی باتوں سے وہ متاثر ہوا پھر تھوڑا بہت پس انداز کر کے ایک نئے شہر میں کاروبار کی طرح ڈالی اور بالآخر خدا نے کامیاب کر دیا! اس لئے کہ عمل رائگاں نہیں جاتا!

بچوں کا صفحہ

عمل اور اس کی فضیلت

رئیس احمد جعفری

سب سے پہلے ہم اسوۂ نبوی پیش کرتے ہیں، کہ خدا نے خود اپنے کلام میں فرمایا ہے، لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ایک اثر میں وارد ہوا ہے:۔

غزوہ خندق میں آنحضرت نے، مہاجرین اور انصار کے دوش بدوش، خندق کی کھدائی میں حصہ لیا، کبھی آپ ان کے ساتھ مل کر مٹی اٹھاتے، کبھی خندق کے کھودنے میں حصہ لینے لگتے گاہے گاہے آپ بعض اشعار بھی پڑھتے تھے۔

امام بخاریؒ کی روایت ہے:۔

"صحابہؓ خندق کھود رہے تھے، مٹی اپنی پیٹھ پر ڈھو رہے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔

اللھم ان العیش، عیش الاخرہ
فاغفر لانصار والمہاجرہ!!

اے اللہ! اصلی زندگی آخرت کی زندگی ہے، اے اللہ! انصار اور مہاجر کی مغفرت فرما!

اور صحابہ نعرہ لگا رہے تھے،

نحن الذین بایعوا محمد!
علی الجہاد و بایقینا ابدا

"ہم لوگ وہ ہیں جنھوں نے محمدؐ کے دست مبارک پر جہاد کے لئے بیعت کی ہے، جب تک ہم زندہ ہیں!"

(۲)

انس بن مالک کی روایت ہے:۔

آنحضرتؐ کے پاس ایک آدمی فقر و فاقہ کی شکایت کرتا ہوا آیا، اس نے کہا:۔

"اے رسول اللہ میں آپ کی خدمت میں اس طرح حاضر ہوا ہوں کہ گھر واپس جانے کے بعد بعض لوگوں کو بھوک سے مرا ہوا دیکھوں گا"

آپ نے فرمایا،

"جاؤ جو کچھ تمہارے پاس ہو لے آؤ!"

وہ چلا گیا، پھر ایک چادر، اور ایک پیالہ لے کر آیا، اس نے کہا:۔

"اے رسول اللہ، یہ ایک بڑی سی چادر ہے، جس کا کچھ حصہ ہم بچھاتے تھے۔ اور کچھ اوڑھتے تھے، اور یہ پیالہ ہے جس میں پانی پیتے تھے!"

آنحضرتؐ نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"یہ دونوں چیزیں ایک درہم میں کون لے گا؟"

ایک شخص نے کہا

"میں یا رسول اللہ!"

آنحضرتؐ نے فرمایا!

"کوئی ایک درہم سے زیادہ بھی دینے کو تیار ہے؟"

ایک آدمی نے کہا

"میں دو درہم دوں گا!"

آنحضرتؐ نے فرمایا

"یہ دونوں چیزیں تمہاری ہوگئیں!"

پھر آپ نے اس آدمی کو بلایا اور اُسے کام کرنے کی ہدایت کی، اس نے کچھ چھوٹا موٹا کام کیا، اور دس درہم کما لیئے، پھر وہ آنحضرتؐ کے پاس آیا، اور عرض گزار ہوا،

"یا رسول اللہ! اللہ نے مجھے برکت دی"

آپؐ نے فرمایا:۔

"یہ اس سے اچھا ہے۔ کہ تم قیامت کے دن فقیر بن کر حاضر ہوتے!"

(۳)

ایک قریشی آپ کے پاس مال طلب کرتا ہوا آیا، آپؐ نے اس کی حاجت پوری کر دی پھر فرمایا:۔

"اونچا ہاتھ (دینے والا ہاتھ) نیچے ہاتھ (لینے والے ہاتھ) سے بہتر ہے!

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا۔

"اللہ اس بندہ کو پسند کرتا ہے، جو اپنے لوگوں کی مدد سے بے نیاز ہوکر اپنی روزی محنت سے کماتا ہے!"

حضرت فاطمہ زہراؓ، ایک روز حسب معمول بیٹھی ہوئی چکی پیس رہی تھیں، آپ کی انگلیاں چکی ... پیستے پیستے زخمی ہوگئی تھیں اور ان سے خون بہہ رہا تھا، اتنے میں آپ کے شوہر حضرت علیؓ تشریف لے آئے، آپ نے ان سے شکایت کی، آپ نے کہا، آنحضرتؐ سے کہو، وہ کسی خادمہ کا بندوبست کر دیں گے۔"

حضرت فاطمہؓ آنحضرتؐ کے پاس آئیں، ان سے عرض کیا"

"یا رسول اللہ، مجھے ایک خادمہ کی ضرورت ہے جو کام کاج میں میرا ہاتھ بٹائے اور گھر کے دوسرے کاموں میں میری مدد کرے"

آنحضرتؐ نے اپنی چہیتی اور محبوب بیٹی کو نصیحت کی کہ اپنے سارے کام خود ہی انجام دے لیا کرو، کسی دوسرے کی محتاجی ٹھیک نہیں پھر آپ نے ایک دعا بتائی کہ اگر اسے تین مرتبہ پڑھ لیا کروگی۔ تو تھکن سے محفوظ رہوگی، وہ دعا یہ تھی۔

"سبحان اللہِ، والحمد للہ، ولا اِلہ الا اللہ، واللہ اکبر!"

حضرت فاطمہؓ نے ساری زندگی بغیر خادمہ کے گزار دی!

محنت کی کمائی

ایک دانا حکیم کی روایت ہے کہ:۔

ایک مرتبہ میرے سامنے ایک فقیر آیا، اس نے سوال کیا، میں نے ایک روپیہ دے دیا سامنے ہی ایک اور آدمی کھڑا تھا اس نے فقیر سے کہا،

"میاں یہ بھیک کی ذلت گوارا کرتے تمہیں شرم نہیں آتی؟ اگر مانو تو ایسی ترکیب بتاؤں کہ لکھ پتی ہو جاؤ!"

مرد بزرگ کی اس بات پر مجھے بھی ہنسی آگئی، اور وہ فقیر بھی ہنس پڑا، اس آدمی نے سنجیدگی سے کہا

تم دونوں شاید اس لئے ہنس رہے ہو کہ میری بات پر تمہیں یقین نہیں آیا؟

پھر اس نے کہا،

ایک زمانہ تھا کہ میں بھی بھیک مانگا کرتا تھا اور راستہ چلنے والوں کے دامن پکڑ کر ان سے خیرات طلب کیا کرتا تھا لیکن بھیک کی ذلت طبعاً مجھے ناگوار تھی، میرے پاس جب کچھ روپے جمع ہوگئے تو میں نے پرانے کپڑوں کا بیوپار شروع کر دیا، احتیاط کی زندگی بسر کرتا کھانا بھی کھاتا بھی اور جمع بھی کرتا! نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ میرا کاروبار چمک اٹھا

(باقی ص۱۸ پر)

۸ ستمبر ۱۹۶۷ء

۲۰

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷ نمبر

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۶۷۸/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

ایجنٹ حضرات اور قارئین کرام کی فوری توجہ کیلئے

"ہفتہ وار خدام الدین" کے ایجنٹ حضرات کی طرف سے بلوں کی ادائیگی میں تاخیر ادارہ کے لئے بڑی پریشانی کا موجب بنی ہوئی ہے۔ ایجنٹ حضرات کو بار بار اس تاخیر کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے لیکن بالکل بے سود۔ سوائے چند ایک حضرات کے باقی صاحبان بلوں کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں کرتے اور جو کچھ ادا کرتے بھی ہیں وہ رقم ان کے بل کی مجموعی رقم کے مقابلہ میں بہت تھوڑی ہوتی ہے جس کی وجہ سے پرچہ کی کتابت طباعت اور سٹاف وغیرہ کی تنخواہ کا انتظام کرنے میں بڑی مشکل پیش آتی ہے اور یہ مالی مشکلات رسالہ کی اشاعت میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہیں۔ کیا ایجنٹ حضرات نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے کہ بل ماہ بماہ وقت پر وصول نہ ہونے کی صورت میں رسالہ کی اشاعت کے اخراجات کس طرح پورے کئے جائیں؟

ایجنٹ حضرات اور قارئین کرام پر بخوبی واضح ہے کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہفتہ وار خدام الدین محض قال اللہ وقال الرسول کی آواز عام کرنے کی غرض سے شائع کرانا شروع کیا تھا۔ کوئی تجارتی غرض یا دنیوی نفع اس سے مقصود نہ تھا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر کی پوری رعایت رکھی تھی کہ خواص و عوام یکساں طور پر اس سے استفادہ کر سکیں چنانچہ اس کی قیمت صرف چار آنے تجویز فرمائی تھی۔ یہ قیمت ایجنٹوں کو کمیشن ادا کرنے کے بعد بصد مشکل اصل لاگت کو پورا کرتی ہے۔ صد افسوس ہے کہ اکثر ایجنٹ حضرات ادارہ کی ان مشکلات کی طرف سے غفلت کوشی سے کام لے رہے ہیں ان کا یہ طرز عمل ادارہ کے لئے کئی مصیبتوں کا پیش خیمہ ہے اور پرچہ انتہائی مشکلات سے دو چار ہے۔ اگر ان کے اس مجرمانہ تغافل کے باعث پرچہ کو نقصان پہنچا تو وہ عنداللہ جواب دہ ہوں گے کہ انہوں نے دین کے کام میں روڑہ اٹکایا —— بقایا جات کی ادائیگی کی تاخیر کے لئے بعض ایجنٹ حضرات اکثر یہ شکایت کرتے ہیں کہ قارئین کرام وقت پر ان کی رقوم ادا نہیں کرتے۔ اس لئے قارئین کرام کی خدمت میں بھی ادارہ التماس کرتا ہے کہ اپنے اپنے شہر کے ایجنٹ کی رقم ماہ بماہ چکا دیا کریں تاکہ وہ بل کی رقم ادا کرنے میں کئی کئی ماہ تک خاموش نہ بیٹھے رہیں۔

ان حالات کے پیش نظر ادارہ ایجنٹ حضرات سے ایک دفعہ پھر درخواست کرتا ہے کہ اپنے بقایا جات زیادہ سے زیادہ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۷ء تک ادا کر دیں تاکہ مالی مشکلات رسالہ کی اشاعت میں رکاوٹ کا باعث نہ بنیں۔ ورنہ یکم اکتوبر ۱۹۶۷ء سے پرچہ کی ترسیل بند کر دی جائیگی اور بقایا جات کی وصولی کے لئے چار و ناچار قانونی کاروائی کرنی پڑیگی۔ امید ہے کہ ایجنٹ حضرات اس مہلت سے فائدہ اٹھائیں گے اور ادارہ کو مالی مشکلات سے نجات دلائیں گے۔ (مینیجر ہفت روزہ خدام الدین)

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا